جلد ۱۱ تبوک ۱۳۴۹ ہش شمارہ ۹
ستمبر ۱۹۷۰ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت چھ روپے
دیگر ممالک تیرہ شلنگ

فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

تبوک ۱۳۴۹ھ

رجب ۱۳۹۰ ہجری ۔ ستمبر ۱۹۷۰ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ ۶ روپے ۔ فی پرچہ ساٹھ پیسے

فہرست مضامین

ناشر . . . . . چوہدری محمد ابراہیم

مطبع . . . . ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت . . . . دفتر ماہنامہ انصاراللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

جلد ۱۱ | ماہنامہ انصاراللہ ربوہ | شمارہ ۹

تبوک ۱۳۴۹ھش

افریقی اقوام کی بیداری اور ہمارا فرض

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَهْلِكَ الْوُعُوْلُ وَتَظْهَرَ التُّحُوْتُ

یعنی قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک بڑی قومیں ہلاک نہ ہوجائیں اور وہ قومیں جو اس وقت پاؤں تلے روندی جارہی ہیں تہذیب وتمدن سے کوسوں دور ہیں اور حقارت اور ذلت سے یاد کی جاتی ہیں وہ آزاد قوموں کی حیثیت سے اُبھریں اور اقوام کی برادری میں اپنی حیثیت کو منوائیں

دوسری جگہ یہ حدیث ان الفاظ میں مذکور ہے کہ

مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ تَعْلُوَ التُّحُوْتُ الْوُعُوْلَ

یعنی قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ کمزور اور ضعیف لوگ طاقتور اور جابر لوگوں پر غالب آجائیں گے۔

یہ ایک پیشگوئی تھی جو اس زمانہ کے متعلق کی گئی تھی اور بتایا گیا تھا کہ اس زمانہ میں بہت سی اقوام جو اس وقت محکوم زندگی بسر کر رہی ہیں اپنے حاکموں کے خلاف بغاوت کر اٹھیں گی۔ اپنے حقوق کے حصول کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گی اور اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کردے گا کہ حاکم اقوام کو ان کے ممالک سے اپنا بوریا بستر لپیٹنا پڑے گا اور وہ آزادی کی فضا میں سانس لینے لگیں گی۔

احادیث کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی کا تعلق امام آخرالزماں کے زمانہ سے ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا روحانی فرزند جلیل ہے اور اس کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات مبارکہ سے بھی ہوتی ہے۔ آپ کا ایک الہام ہے۔

"کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے"

(تذکرہ صفحہ ۵۳۹)

اس الہام میں گو بعض افراد کی طرف بھی اشارہ ہے لیکن اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ خدائی کلام کے معنے بڑے وسیع ہوتے ہیں وہ کسی فرد زمانہ یا مکان سے مختص نہیں ہوتے بلکہ ان کا تعلق ہر قوم اور ہر زمانہ سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اس الہام کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ آپ کے زمانہ میں بعض مقہور و مغلوب اقوام حکمران قوموں کے پنجۂ استبداد سے نجات پائیں گی اور وہ آزاد ہو کر اقوام کی برادری میں اپنا مقام حاصل کریں گی۔ اس کے برعکس جو اقوام آجکل حاکم ہیں ان کی حاکمیت محدود ہو کر رہ جائے گی۔ ان کی موجودہ شان وشوکت باقی نہ رہے گی۔ وہ زوال پذیر ہو جائیں گی۔

پھر آپ کو ایک عظیم فرزند کی بھی بشارت دی گئی تھی اور اس کی صفات سے یہ بتایا گیا تھا کہ

"اسیروں کا رستگار ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی" (تذکرہ ص۱۳۹)

آپ فرماتے ہیں:۔

"میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کرے گا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔ اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا" (تذکرہ ص۱۴۸)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الہامات ہمارے اس خیال کی تائید کرتے ہیں کہ پسماندہ اور محکوم اقوام کی بیداری کا تعلق آپ کے زمانہ سے ہے اور پھر آپ کے زمانہ کے بھی اس حصہ سے ہے جو "مصلح موعود" کا زمانہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے کاموں میں ایک ضروری اور اہم کام "اسیروں کی رستگاری" یعنی مغلوب و مقہور اقوام کو ذلت وحقارت کے گڑھے سے نکال کر اور چھوٹے مذاہب اور رسم و رواج کے شکنجہ سے آزاد کرکے انہیں خدائے واحد کے آستانہ پر لانا تھا

عجیب بات ہے کہ ۱۹۴۴ء میں خدا تعالےٰ سے علم پاکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض "مصلح موعود" ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں اور اس کے بعد جلد ہی دنیا میں آزادی اور بیداری کی ایک لہر دوڑ گئی۔ مغلوب اور محکوم اقوام

نے اپنے حقوق کے حصول کے لئے بھرپور کوشش شروع کر دی اور حاکم اقوام کو مجبور کر دیا کہ وہ ان کے ممالک سے اپنا بوریا بستر لپیٹ لیں۔ چنانچہ ایک طرف ایشیا کے ممالک پاکستان۔ بھارت۔ برما۔ ملائشیا۔ سنگاپور۔ انڈونیشیا اور ہند چینی کے علاقے غلامی کے بندھن تڑوا کر آزاد ہو گئے تو دوسری طرف افریقہ کے اکثر ممالک مثلاً گینیا، یوگنڈا، تنزانیہ، صومالیہ، مارشیس، غانا، نائیجیریا، سیرالیون، گیمبیا، لائبیریا، آئیوری کوسٹ اور دیگر کئی ممالک نے صدیوں بعد آزادی کی فضا میں سانس لینا شروع کیا۔

جو ممالک ۱۹۴۷ء کے بعد آزاد ہوئے ان میں سے افریقی ممالک سب سے زیادہ پسماندہ تھے۔ جہاں رہنے والوں کے لئے ترقی کے سب راستے بند تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اوائل زمانہ خلافت میں ہی ان علاقوں میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۲۱ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ کو وہاں بھجوا کر ان کے رہنے والوں کی مادی اور روحانی ترقی کے پروگرام کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۳۴ء میں مشرقی افریقہ کی طرف توجہ فرمائی اور وہاں باقاعدہ تبلیغی مشن قائم فرمایا۔ حضور ان مشنوں کے قیام کی وجوہ پر روشنی ڈالتے

ہوئے فرماتے ہیں:-

"بیرونی ممالک میں سے افریقہ کے باشندے ایسے ہیں جو تہذیب و تمدن سے کوسوں دور ہیں اور جن میں ہزاروں سال سے کوئی بیداری نہیں پائی جاتی تھی۔ تہذیب کا لہریں مارتا ہوا دریا جب افریقہ کی سنگلاخ زمین تک پہنچا تو یوں معلوم ہوتا کہ وہ دریا اس کی ریت میں غائب ہو گیا ہے چنانچہ ۱۸۷۲ء تک مسلمان پہلو بہ پہلو رہتے ہوئے اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اور انہوں نے یہاں کی جہالت اور تاریکی کو دور کرنے کی کوشش نہ کی۔ بے شک عیسائیت نے اس طرف رُخ کیا۔ مگر عیسائیوں نے اس لئے رُخ نہیں کیا کہ وہ ان اقوام میں اپنے حقوق کے حصول کے متعلق بیداری پیدا کریں۔ بلکہ اس لئے کہ ... وہ اقوام عیسائیوں کے پیچھے چلتی جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائیت کے ماتحت سو سال میں بھی افریقی لوگوں میں بیداری پیدا نہیں ہوئی۔ یہ حالات اس طرح چلتے چلے آ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کی پیشگوئی پورا کرنے کے لئے ہمارے دل میں تحریک پیدا کی کہ ہم اپنے مبلغ افریقہ میں بھجوائیں۔ چنانچہ نائیجیریا، گولڈ کوسٹ اور سیرالیون میں ہم اپنے مشن قائم کر چکے ہیں اور اب لائبیریا اور کچھ فرنچ علاقے ایسے ہیں جن میں مبلغ بھجوائے جائیں گے۔ اس طرح مغربی افریقہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایسی بیداری پیدا ہو رہی ہے کہ جس کی مثال پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی۔" (الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۶۰ء)

ان ممالک میں مشنز کے کام کو وسیع کرنے کے لئے کوشش جاری رہی۔ بعض نئے مشن کھولے گئے۔

پرانے مشنوں میں مبلغین کی تعداد میں اضافہ کیا گیا اور ان کی شاخیں ملک کے اطراف میں کھولی گئیں۔ مساجد کی تعمیر کی طرف توجہ کی گئی۔ ان لوگوں کی تعلیمی ترقی کے لئے سکول اور کالج کھولے گئے۔ ان کو بیماریوں سے نجات دلانے کے میڈیکل سنٹرز کا اجراء کیا گیا اور وہاں قابل اور کوالیفائڈ ڈاکٹروں کو متعین کیا گیا۔ اخبارات جاری کرکے ان لوگوں میں عام بیداری کی روح پھونکی گئی۔ مگر یہ سب کچھ جماعت کی مالی حالت کے مطابق ہی کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان تعلیمی اور طبی اداروں نے ان ممالک کے باشندوں کی شاندار خدمات سر انجام دی ہیں۔ ایک وقت تھا کہ وہاں کوئی مسلمان بچہ کسی سکول اور کالج میں اس وقت تک تعلیم حاصل نہ کر سکتا تھا جب تک وہ اپنا عیسائی نام نہ رکھے۔ لیکن اب وہاں خالص اسلامی تعلیمی ادارے موجود ہیں جہاں اسلامی فضا میں ان کی آئندہ نسل کی نشو و نما اور تربیت ہوتی ہے۔ وہاں طبی اداروں کا فقدان تھا بعض ممالک کے رہنے والوں کو آنکھ کے معمولی علاج کے لئے دوسرے ممالک کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ جماعت نے ان کی اس ضرورت کی طرف توجہ کی اور وہاں ایسے طبی ادارے قائم کئے جو محض خدمت کے جذبہ سے وہاں کام کریں اور جن سے ہر نسل ہر رنگ اور ہر قوم کا فرد فائدہ اٹھا سکے۔

افریقی اقوام جو آزاد ہوئی ہیں وہ تعلیمی، اقتصادی اور دوسرے کئی لحاظ سے ابھی بہت پسماندہ ہیں۔ انہیں اپنی نسل کو تعلیم دینے کے لئے تعلیمی اداروں کی ضرورت ہے۔ تجربہ کار اور ہمدرد استادوں کی ضرورت ہے انہیں صحت کی حفاظت کے لئے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ انہیں ماہرین اقتصاد کی ضرورت ہے۔ ماہرین زراعت کی ضرورت ہے، غرض وہ ہر شعبۂ زندگی میں ابھی بہت پیچھے ہیں۔ اور ان میں آگے نکلنے کے لئے وہ ہر قسم کی امداد کے محتاج ہیں۔ اور وہ ہر جماعت ہر ملک اور ہر ادارہ سے ایسی امداد بخوشی قبول کریں گے جس کے قبول کرنے کے نتیجہ میں ان کی صدیوں بعد حاصل کی ہوئی آزادی خطرہ میں نہ پڑے۔

جماعت احمدیہ نے ان لوگوں کے دکھوں کو کم کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ چنانچہ خلافت ثالثہ کے مبارک دور میں جو دراصل مصلح موعودؓ ہی کا دور ہے۔ ان ممالک میں جماعتی سرگرمیوں کو تیز کرنا شروع کر دیا گیا ہے۔ وہاں مزید تعلیمی ادارے کھولے جا رہے ہیں مزید ہسپتال قائم کئے جا رہے ہیں۔ انکے بعض نوجوانوں کو غیر ممالک میں تعلیم دلانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ زرعی اور اقتصادی ماہرین مہیا کرنے کے لئے آمادگی ظاہر کی گئی ہے

اس سال کے شروع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس ان ممالک میں تشریف لے گئے۔ تا جہاں حضور ان لوگوں کی روحانی پیاس بجھانے کا سامان کریں۔ وہاں ان کی مادی ترقی کے سلسلہ میں ان کی امداد کے امکانات کا جائزہ لیں۔ آپ نے وہاں عوام سے ملاقاتیں کیں، لیڈروں اور برسر آوردہ لوگوں کے خیالات معلوم کئے۔ سربراہان مملکت سے مشورے کئے اور حالات کا جائزہ لینے کے

بعد حضور نے "قضیہ زمین برسر زمین" کے مصداق وہیں بعض فیصلے فرمائے جن میں سے بعض تو مقامی نوعیت کے تھے اور بعض کا تعلق ساری جماعت سے تھا۔ آپ نے فیصلہ فرمایا کہ وہاں فوری طور پر سولہ نئے سکول اور چار طبی مراکز کھولے جائیں۔ اور پھر ان میں وسعت دی جائے۔ اس کام کے لئے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ اساتذہ کی ضرورت ہے پھر روپیہ کی ضرورت ہے چنانچہ حضور نے فرمایا:۔

"ہمیں کم سے کم تیس ڈاکٹروں اور ستر اسی ٹیچرز کی ضرورت ہے۔"

پھر فرمایا:۔

"میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کو دعاؤں کے ساتھ اور تدابیر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے یہ توفیق مانگنی چاہیئے کہ کم از کم تیس ہیلتھ سنٹرز (یعنی طبی امداد کے مراکز) اس سال کھول دیں۔"

(الفضل ۲۲ وفا ۱۳۴۹ ہش)

اخراجات کے سلسلہ میں آپ نے "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کا قیام فرمایا۔ اور اس کے لئے سب سے پہلے لنڈن میں تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جب میں گیمبیا میں تھا تو اللہ کی طرف سے بڑے زور سے یہ تحریک ہوئی کہ یہ وقت ہے کہ کم سے کم ایک لاکھ پونڈ فوری طور پر یہاں خرچ کیا جائے اور پھر سیرالیون میں اپنے کام کئے اور جب میں لنڈن واپس آیا میں نے جمعہ میں ... دوستوں کو بتایا کہ گیمبیا میں مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء معلوم ہوا ہے کہ کم سے کم ایک لاکھ پونڈ یہاں خرچ کرو۔ یہ وقت ہے۔ پس میں اپیل کرتا ہوں کہ دوسو مخلصین مجھے ایسے چاہئیں جو دوسو پونڈ فی کس دیں۔ اور دوسو مخلصین ایسے چاہئیں۔ جو ایک سو پونڈ فی کس دیں۔ اور اس کے علاوہ میں نے بچوں کے لئے ایک مہینہ میں ایک پونڈ اور ۳ سال میں ۳۶ پونڈ مقرر کئے۔ لیکن پہلے بارہ پونڈ فوری طور پر ادا کرنے کو کہا۔ میں نے انہیں یہ بھی کہا کہ یہ تو اب نہیں ہوسکتا کہ ... دو ہفتہ کے بعد اگر نائیجیریا کہے کہ ہمیں دوہزار پونڈ چاہئیں کیونکہ کام شروع کرنا ہے اور میں یہ کہوں کہ انا الغنی والموالی المواعید کہ میں بڑا امیر ہوں اور وعدے جو ہیں وہ میری امارت اور دولت ہیں۔" (الفضل ۲۰ احسان ۱۳۴۹ ہش)

پاکستان کی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"پاکستان میں مجھے دوسو ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو پانچ ہزار روپے کا وعدہ کریں جس میں سے دو ہزار روپیہ وہ فوری طور پر ادا کر دیں۔ فوری سے مراد چند مہینوں (نومبر تک) کے اندر ادا کرنا ہے۔

اور دو سو ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو دو ہزار کا وعدہ کریں اور ایک ہزار فوری ادا کردیں اور فوری اس معنی میں جو میں نے ابھی بیان کیا ہے اور باقی کی رقم تین سال پر پھیلا کر سہولت کے ساتھ ادا کریں نیز ایک ہزار ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو پانچ صد روپیہ فی کس ادا کریں۔ یہ تینوں گروہ صفِ اول صف دوم صف سوم کے ہونگے..... اور جو دوست ایک دھیلے سے لے کر ۵۰۰ روپے تک جو رقم دینا چاہے وعدہ نہیں کریگا۔ اسے نقد ادائیگی کرنی ہوگی۔ ہم نے ان کے حساب نہیں رکھنے۔ حساب صرف ایک ہزار چار سو کا رکھیں گے۔" (الفضل ۲۰ ماہ احسان ۱۳۴۹ش)

اس کے بعد حضور نے جماعت کے سامنے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ

" کیا ہی اچھا ہو کہ جس طرح خلافت احمدیہ پر اس وقت ۶۲ سال گزر چکے ہیں۔ اسی طرح نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں جماعت کی مالی قربانیاں ۶۲ لاکھ تک پہنچ جائیں۔"

پھر فرمایا:۔ " اس مد میں پاکستان کا چندہ فضل عمر فاؤنڈیشن کے چندہ سے دو اڑھائی گنا زیادہ ہونا چاہیئے"

(الفضل ۲۲ وفا ۱۳۴۹ش)

حضور کے ارشاد کی تعمیل میں جہاں ڈاکٹروں اور ٹیچروں کی ایک بڑی تعداد نے اپنے آپ کو حضور کی خدمت میں پیش کردیا۔ وہاں جماعت کے افراد نے مالی قربانیاں بھی پیش کیں۔ لاکھوں روپیہ کے وعدے اس فنڈ میں ہوگئے لیکن ابھی منزل دُور ہے۔ ہمارے سامنے جو نشان مقرر کیا گیا ہے۔ وہ باسٹھ لاکھ روپے کا ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ صف اول دوم اور سوم میں حصہ لینے والے افراد کی تعداد میں اضافہ ہو اور وہ دوست جنہیں پہلے مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی ہے۔ وہ اپنے وعدوں میں اضافہ کریں تا ہمارے پیارے امام کی خواہش پوری ہو۔ اور اس نیک کام میں حصہ لیکر ہم آپ کی دعاؤں کو حاصل کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے افضال اور برکات کے مورد ہوں۔

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، ماتحت اقوام کی بیداری کا زمانہ یہی ہے اور ان کا جماعت کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ جماعت نے جہاں ان کی روحانی پیاس بجھانے کے سامان کرنے ہیں وہاں انہیں ایسی امداد بھی دینا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں ترقی کرسکیں۔ اور جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اپنی مالی توفیق کے مطابق یہ فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ اور کام کی رفتار کو بڑھانے کے لئے پیارے امام نے ایک منصوبہ جماعت کے سامنے پیش کردیا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدمتِ دین کے ان کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کی رحمتوں، فضلوں اور برکتوں کے وارث بنا لیتے ہیں ٭

~~~ کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ~~~

مَیں تمہارے اندر ایک نمایاں تبدیلی چاہتا ہوں

اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دُور کرنے کی کوشش کرو

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت کو اپنے اندر اخلاقِ فاضلہ پیدا کرنے اور اعمالِ صالحہ بجالانے سے متعلق نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے ۔ اس کا اثر ہمسایہ پر بہت اعلیٰ درجہ کا پڑتا ہے ۔ ہماری جماعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا ترقی ہوگئی ہے اور تہمت لگاتے ہیں کہ افترا، غیظ و غضب میں مبتلا ہیں ۔ کیا یہ ان کے لئے باعثِ ندامت نہیں ہے کہ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلہ میں آیا تھا ۔ جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیک نامی ظاہر کرتا ہے ۔ کیونکہ بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے اور اسی لئے آنحضرت صلعم کی ازواجِ مطہرات کو امہات المومنین کہا ہے ۔ گویا حضور عامۃ المومنین کے باپ ہیں ۔ جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے اور حیاتِ ظاہری کا باعث ۔ مگر روحانی باپ آسمان پر لے جاتا اور اس مرکزِ اصلی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے ۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے ؟ طوائف کے ہاں جاوے اور قمار بازی کرتا پھرے شراب پیوے اور ایسے افعالِ قبیحہ کا مرتکب ہو جو باپ کی بدنامی کا موجب ہوں ۔ مَیں جانتا ہوں کوئی آدمی ایسا نہیں ہو سکتا جو اس فعل کو پسند کرے ۔ لیکن جب وہ ناخلف بیٹا ایسا کرتا ہے تو پھر زبانِ خلق بند نہیں ہو سکتی ۔ لوگ اس کے باپ کی طرف نسبت کرکے کہیں گے کہ یہ فلاں شخص کا بیٹا فلاں بدکام کرتا ہے ۔ پس وہ ناخلف بیٹا خود ہی باپ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے ۔ اسی طرح پر جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ عند اللہ ماخوذ ہوتا ہے ۔ کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کے لئے ایک بُرا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ
~~~

سے محروم رکھتا ہے۔ پس جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالےٰ سے مدد مانگو اور اپنی طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دُور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آجاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اُٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے۔ ہم تجربہ سے کہتے ہیں کہ ہماری ہزارہا دعائیں قبول ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔

یہ ایک یقینی بات ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اندر اپنے ابنائے جنس کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا وہ بخیل ہے۔ اگر میں ایک راہ دیکھوں جس میں بھلائی اور خیر ہے تو میرا فرض ہے کہ میں پکار پکار کر لوگوں کو بتلاؤں اس امر کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے کہ اس پر کوئی عمل کرتا ہے یا نہیں ع

کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم

اگر ایک شخص بھی زندہ طبیعت کا نکل آوے تو کافی ہے۔ میں یہ بات کھول کر بیان کرتا ہوں کہ میرے مناسب حال یہ بات نہیں ہے کہ جو کچھ میں آپ لوگوں کو کہتا ہوں میں ثواب کی نیت سے کہتا ہوں۔ نہیں! میں اپنے نفس میں انتہاء درجہ کا جوش اور درد پاتا ہوں گو وہ وجوہ نامعلوم ہیں کہ کیوں یہ جوش ہے مگر اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ جوش ایسا ہے کہ میں رک نہیں سکتا اسلئے آپ لوگ ان باتوں کو ایسے آدمی کی وصایا سمجھ کر کہ پھر شاید ملنا نصیب نہ ہو ان پر ایسے کاربند ہوں کہ ایک نمونہ ہو۔ اور ان آدمیوں کو جو ہم سے دُور ہیں اپنے فعل اور قول سے سمجھا دو۔ اگر یہ بات نہیں ہے اور عمل کی ضرورت نہیں ہے تو پھر مجھے بتلاؤ کہ یہاں آنے سے کیا مطلب ہے۔ میں نری تبدیلی نہیں چاہتا نمایاں تبدیلی مطلوب ہے تاکہ مخالف شرمندہ ہوں اور لوگوں کے دلوں پر یکطرفہ روشنی پڑے اور وہ ناامید ہو جاویں کہ یہ مخالف ضلالت میں پڑے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بڑے بڑے شریر آکر تائب ہوئے وہ کیوں؟ یہ عظیم الشان تبدیلی سے جو صحابہؓ میں ہوئی اور ان کے واجب التقلید نمونوں نے ان کو شرمندہ کیا۔

عکرمہ کا حال تم نے سنا ہوگا۔ اُحُد کی مصیبت کا بانی مبانی یہی تھا اور اس کا باپ ابوجہل تھا۔ لیکن آخر اسے صحابہ کرامؓ کے نمونوں نے شرمندہ کر دیا۔ میرا مذہب یہ ہے کہ خوارق نے ایسا اثر نہیں کیا جیسا صحابہ کرامؓ کے پاک نمونوں اور تبدیلیوں نے لوگوں کو حیران کیا۔ لوگ حیران ہو گئے کہ ہمارا اچھا نزاد کہاں سے کہاں پہنچا۔ آخر انہوں نے اپنے آپ کو دھوکہ سمجھا۔

عکرمہ نے ایک وقت ذات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا اور دوسرے وقت لشکرِ کفار کو درہم برہم کیا۔ غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہؓ نے جو پاک نمونے دکھائے ہیں۔ ہم آج فخر کے ساتھ ان کو دلائل اور آیات کے رنگ میں بیان کرسکتے ہیں۔ چنانچہ عکرمہ ہی کا نمونہ دیکھو کہ کفر کے دنوں میں کفر عُجب وغیرہ خصائل بد اپنے اندر رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ بس چلے تو اسلام کو دنیا سے نابود کر دے۔ مگر جب خدا تعالےٰ

کے فضل نے اس کی دستگیری کی اور وہ مشرف باسلام ہوا تو ایسے اخلاق پیدا ہوئے کہ وہ عجب اور پندار نام تک کو باقی نہ رہا اور فروتنی اور انکسار پیدا ہوا کہ وہ انکسار حجۃ الاسلام ہوگیا اور صداقت اسلام کے لئے ایک دلیل ٹھہرا۔ ایک موقعہ پر کفار سے مقابلہ ہوا۔ عکرمہ لشکر اسلام کا سپہ سالار تھا۔ کفار نے بہت سخت مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ لشکر اسلام کی حالت قریب شکست کھانے کے ہوگئی۔ عکرمہ نے جب دیکھا تو گھوڑے سے اترا۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں اترتے ہیں۔ شائد ادھر ادھر ہونے کا وقت ہو تو گھوڑا مدد دے تو اس نے کہا اس وقت مجھے وہ زمانہ یاد آگیا ہے جب میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ جان دے کر گناہوں کا کفارہ کروں۔ اب دیکھئے کہ کہاں سے کہاں تک حالت پہنچی کہ بار بار محامد سے یاد کیا گیا۔ یہ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی رضا ان لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے۔ جو اس کی رضا اپنے اندر جمع کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جابجا ان کو رضی اللہ عنھم کہا ہے۔ میری نصیحت یہ ہے کہ ہر شخص ان اخلاق کی پابندی کرے۔

علاوہ ازیں دو حصے اور بھی ہیں جن کو مدِ نظر رکھنا صادق اخلاص مند کا کام ہونا چاہیئے۔ ان میں سے ایک عقائد صحیحہ کا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا کمال فضل ہے کہ اس نے کامل اور مکمل عقائد کی راہ ہم کو اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بدون مشقت و محنت کے دکھائی ہے۔ وہ راہ جو آپ لوگوں کو اس زمانہ میں دکھائی گئی ہے بہت سے عالم ابھی تک اس سے محروم ہیں۔ پس خدا تعالےٰ کے اس فضل اور نعمت کا شکر کرو۔ اور وہ شکر یہی ہے کہ سچے دل سے ان اعمال صالحہ کو بجالاؤ جو عقائد صحیحہ کے بعد دوسرے حصہ میں آتے ہیں اور اپنی عملی حالت سے مدد لے کر دعا مانگو کہ وہ ان عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رکھے اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشے۔ حصہ عبادات میں صوم، صلوٰۃ زکوٰۃ وغیرہ امور شامل ہیں ٭ (انفاخ قدسیہ ۱۳۹ و ۱۴۰)

جماعت اعمالِ صالحہ کثرت سے بجالاوے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اعمالِ صالحہ کثرت سے بجالاوے۔ اگر اس کی بھی یہی حالت رہی جیسے اوروں کی تو پھر امتیاز کیا ہوا؟ اور خدا تعالےٰ کو ان کی رعایت اور حفاظت کی کیا ضرورت ہے؟ خدا تعالےٰ اسی وقت رعایت کریگا جب تقوےٰ طہارت اور سچی اطاعت سے خوش کروگے۔"

(البدر ۱۸ مارچ ۱۹۰۳ء)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وَوَاللّٰہِ فِی الْقُرْاٰنِ کُلُّ حَقِیْقَۃٍ

اور خدا کی قسم! قرآن کریم میں ہر ایک حقیقت ہے۔

وَوَاللّٰہِ فِی الْقُرْاٰنِ کُلُّ حَقِیْقَۃٍ　　وَاٰیَاتُہٗ مَقْطُوْعَۃٌ لَا تُغَیَّرُ

اور خدا کی قسم! قرآن کریم میں ہر ایک حقیقت ہے اور اس کی آیات ایسی قطعی ہیں کہ ان میں ردّ و بدل اور تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا

مَعِیْنٌ مَعِیْنُ الْخُلْدِ نُوْرُ مُعِیْنِنَا　　ھُدَاہُ نَمِیْرُ الْمَاءِ لَا یَتَکَدَّرُ

وہ صاف پانی ہے جو بہشت کا پانی اور ہمارے خدا کا نور ہے　　اس کی ہدایت آبِ زلال ہے مکدّر پانی نہیں

اَرٰی اٰیَہٗ کَالْغِیْدِ جَاءَتْ مِنَ السَّمَاءِ　　وَفِیْھَا شِفَاءٌ لِّلَّذِیْ یَتَدَبَّرُ

اس کی آیات حسین ہیں جو آسمان سے اتریں　　اور ان میں فکر کرنے والوں کے لئے شفا ہے

وَیُصْبِیْ قُلُوْبَ النَّاسِ بِالنُّوْرِ وَالْھُدٰی　　وَیُرْوِی الْعِطَاشَ بِالْمَعِیْنِ وَیَظْءَرُ

اور وہ لوگوں کے دلوں کو اپنے نور اور ہدایت کے ساتھ کھینچ رہا ہے اور پیاسوں کو صاف پانی سے سیراب کر رہا ہے اور دائیوں کی طرح دودھ پلاتا ہے

وَقَدْ کَانَ صُحُفٌ قَبْلَہٗ مِثْلَ خَادِجٍ　　فَجَاءَ لِتَکْمِیْلِ الْوَرٰی لِیُغَزِّرَ

اس سے پہلے جو کتابیں تھیں وہ اس اونٹنی کی طرح تھیں جس نے قبل از وقت بچہ جنا ہو۔ پس قرآن کریم لوگوں کو کامل کرنے کے لئے آیا ہے تا کہ ایک ہی دفعہ تمام دودھ دوہ لیا جائے

بِلَیْلٍ کَمَوْجِ الْبَحْرِ اَرْخٰی سُدُوْلَہٗ　　تَجَلّٰی وَاَدْرٰی کُلَّ مَنْ کَانَ یُبْصِرُ

وہ ایک ایسی رات میں آیا جو سمندر کی طرح اپنی چادر پھیلائے ہوئے تھی۔　　سو اس نے روشنی کر دی اور ہر دیکھنے کے قابل شخص کو رستہ دکھا دیا

اَیَا اَیُّھَا الْمَغْوِیْ اَتُنْکِرُ شَاْنَہٗ　　وَمَا فِیْ یَدَیْنَا غَیْرُہٗ یَا مُزَوِّرُ

اے گمراہ کرنے والے کیا تو قرآن کریم کی شان سے انکار کرتا ہے۔　　حالانکہ بجز قرآن کریم ہمارے ہاتھ میں ہے ہی کیا؟

(اعجاز احمدی ص۵۵-۵۶)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نورِ فرقاں مے کشد سوئے خدا

فرقاں کا نور خدا کی طرف کھینچتا ہے۔

آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
وہ سچی کتاب جس کا نام قرآن ہے۔

بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
ہماری شرابِ معرفت اسی کے جام سے ہے۔

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
اس نورانی کتاب سے ایک قدم بھی دور رہنا

نزدِ ما کفر است و خسران و تباب
ہمارے نزدیک کفر و زیاں اور ہلاکت ہے

لیک دوناں را بمغزش راہ نیست
لیکن ذلیل لوگوں کو قرآن کی حقیقت کی خبر نہیں۔

ہر دلے از سرِّ آں آگاہ نیست
ہر ایک دل اس کے بھیدوں سے واقف نہیں ہے

تا نباشد طالبِ پاک اندروں
تا نجوشد عشقِ یارِ بے چگوں
جب تک طالبِ حق پاک باطن نہیں ہوتا اور جب تک اس یارِ بے مثال کا عشق اس کے دل میں جوش نہیں مارتا

رازِ قرآں را کجا فہمد کسے
تب تک کوئی قرآنی اسرار کو کیونکر سمجھ سکتا ہے

بہرِ نورے نور مے باید بسے
نور کو سمجھنے کے لئے بہت سا نورِ باطن ہونا چاہیئے۔

نور را داند کسے کو نور شد
نور کو وہی شخص سمجھتا ہے جو خود نور ہو گیا ہو۔

وز حجابِ سرکشی ہا دور شد
اور سرکشی کے حجابوں سے دور ہو گیا ہو۔

الغرض فرقاں مدارِ دینِ ماست
الغرض قرآن ہمارے دین کی بنیاد ہے

او انیسِ خاطرِ غمگینِ ماست
وہ ہمارے غمگین دل کو بہلانے والا دوست ہے

نورِ فرقاں مے کشد سوئے خدا
فرقان کا نور خدا کی طرف کھینچتا ہے

مے تواں دیدن ازو روئے خدا
اس سے ہم خدا کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات
کی
پوری پوری نقل کرو

۲۸ دسمبر ۱۹۴۳ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنی تقریر کے آخر میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کو یہ نصیحت فرمائی کہ

" وہ اپنے اندر یہ ملکہ پیدا کریں کہ جب بھی وہ کوئی کام کریں اس حیثیت سے نہ کریں کہ مثلاً اللہ دتہ یا عبداللہ یا شکر اللہ یہ کام کر رہا ہے۔ بلکہ جب بھی وہ کوئی کام کرنے لگیں۔ اس وقت سوچیں اور غور کریں کہ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری جگہ ہوتے تو کیا وہ وہی کام کرتے جو میں کر رہا ہوں۔ آخر خدا ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے وہ ہم سے یہی مطالبہ کرتا ہے کہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور آپ کی عادات کی پوری پوری نقل کریں اور وہی کام کریں جو آپ نے کئے۔

پس ہر کام کے کرتے وقت اپنے دل سے یہ سوال کر لیا کرو کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں آیا یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کے نمونہ کے مطابق ہے۔ اور اگر اس وقت میری جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تو کیا وہ یہی کام کرتے۔ پھر تم خود بخود محسوس کرو گے کہ تمہارے دل میں اپنے افعال پر کتنی ندامت اور شرمندگی پیدا ہوتی ہے۔ ایک شخص تم سے کوئی بات کہتا ہے اور تم غصہ میں اسے ماں یا بہن کی گالی دیتے ہو۔ اگر گالی دیتے وقت تم یہ سوچو کہ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری جگہ ہوتے تو کیا یہ گالی ان کے منہ سے نکل سکتی تھی؟ تو یقیناً تمہارے دل میں ندامت پیدا ہوگی۔ اس وقت تمہیں اس بات کا احساس ہوگا کہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا نہیں۔ اگر میں اسی حالت میں مر گیا تو قیامت کے دن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے متعلق اللہ تعالیٰ سے یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ یہ بھی میرے جیسا ہے اسے جنت میں داخل کر دیا جائے۔

یا تم دیکھتے ہو کہ ایک شخص بھوکا مر رہا ہے اور تم اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے اور چپ کر کے وہاں

سے چلے آتے ہو۔ اس وقت تمہیں سوچنا چاہیئے کہ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری جگہ ہوتے تو کیا وہ اسی طرح خاموشی سے گزر جاتے اور بھوکے کی مدد نہ کرتے۔

پس تم اپنی زندگی میں وہ اعمال بجا لاؤ جن کا نمونہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے سامنے رکھا ہے۔ تمہارے لئے نجات کا سوائے اس کے اَور کوئی ذریعہ نہیں کہ تم اپنے دل پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر کھینچو اور اپنے آپ کو انہی جیسا بنانے کی کوشش کرو بلکہ تمہارے لئے تو اِس زمانہ میں اَور بھی آسانی پیدا ہو گئی ہے کیونکہ وہ تصویر جو مٹ چکی تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے اس کو دوبارہ روشن کر دیا ہے۔ مٹی ہوئی تصویر سے نقشہ کھینچنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اگر تصویر پر دوبارہ رنگ پھیر دیا جائے تو نقشہ اتارنے میں کوئی دقت پیش نہیں آسکتی۔

موجودہ زمانہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جو تصویر دھندلی پڑ گئی تھی اور لوگوں کو نظر آنی مشکل ہو گئی تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی پر رنگ پھیر کر اس کو روشن کر دیا ہے۔ پس اگر اب بھی غفلت سے کام لو اور اب بھی اس تصویر کو اپنے دل میں اتارنے کی کوشش نہ کرو۔ اب بھی اس کی نقل کرنے میں کوتاہی سے کام لو تو یہ بہت بڑا گناہ ہوگا۔ خدا نے ہمارے لئے ایک آسان صورت پیدا کر دی ہے۔

جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی معرفت کے وہ تمام جام جو دوسروں کو پلائے گئے تھے وہ سب بھر بھر کر مجھے پلائے گئے ہیں۔ پس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظلّ میں جب ہم نے آپؐ کی تصویر کو دیکھ لیا تو آج ہمارے لئے کوئی بھی بہانہ باقی نہیں رہا۔ آج کوئی بھی خلق ایسا باقی نہیں رہا جس کا نمونہ ہمارے سامنے موجود نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھول کھول کر قرآن کریم کے احکام کی وہ تشریحات ہمارے سامنے رکھ دی ہیں جن پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم عامل تھے۔ پس ہم میں سے ہر شخص کا خواہ مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بوڑھا، بچہ ہو یا ادھیڑ عمر کا فرض ہے کہ وہ مصوّر بن جائے۔ اور ایسا کامل مصوّر بنے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر کے مشابہ تصویر اپنے قلب پر کھینچ لے۔

مَیں نے بتایا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیادہ سے زیادہ شکل جو ممکن ہے خدا سے ملتی ہے۔ پس جب ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اپنے دل پر کھینچنے کی کوشش کریں گے تو چونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر خدا کی تصویر ہے۔ اس لئے خدا کی تصویر ہمارے اندر آ جائے گی اور جب خدا کی تصویر ہمارے اندر آ جائیگی تو ہمارے لئے کوئی خطرہ باقی نہیں رہیگا۔ ہمارے سامنے کوئی ٹھوکر کا مقام نہیں آئے گا۔ ہماری امیدیں آپ ہی آپ حاصل ہو جائیں گی۔ خطرات آپ ہی آپ دور ہو جائیں گے۔ کیونکہ خدا ان سب

باتوں سے مستغنی ہے ۔ اسے نہ کوئی خطرہ پیش آسکتا ہے اور نہ اس کا کوئی ارادہ پورا ہونے سے رہ سکتا ہے ۔ اسی لئے مومنوں کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جنت میں جو چاہیں گے انہیں حاصل ہو جائے گا اس کا مفہوم یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونے اور اس کی تصویر دل پر کھینچ لینے کے نتیجہ میں ان کے دلوں میں وہی خواہش پیدا ہوگی جو پوری ہونے والی ہوگی۔

عورتوں کو خصوصیت کے ساتھ میں اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ سب سے زیادہ احسان ان پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے ۔ کیونکہ دنیا کے پردہ پر عورتوں سے بڑھ کر کوئی مظلوم قوم نہ تھی ۔ وہ حقیر اور ذلیل سمجھی جاتی تھیں اور ان کو کہیں بھی قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا عورتوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے ان کی قدر و منزلت قائم کی ۔ اور ان کے احساسات و جذبات کا خیال رکھنے کی مردوں کو ہدایت کی ۔ اس احسان کی یاد میں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پر کیا ہے ان کا فرض ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ آپ کے اعمال اور اخلاق کی نقل کریں اور اعمال و اخلاق کے یہی نقوش اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں ۔ آج کا انسان دراصل مجبور ہے ان اخلاق سے جو ۹ یا ۱۰ سال کی عمر میں اس کے بنا دیئے جاتے ہیں وہ ۹ یا ۱۰ سال کی عمر تک ماں کی گود میں پلتا اور اسی سے اخلاق و عادات سیکھتا ہے ۔ پس بہترین مصور دنیا میں عورتیں ہو سکتی ہیں جن کی گود میں ان کے بچے پلتے ہیں اور جو چھوٹی عمر میں ہی ان کے قلوب پر جو تصویر اتارنا چاہیں اتار سکتی ہیں ۔

پس تم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اپنی اولاد کے دلوں پر کھینچو تاکہ جب وہ بڑے ہوں تو انہیں کسی نئی تصویر کی ضرورت محسوس نہ ہو ۔ بلکہ ان کے بڑے ہونے کے ساتھ ہی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ تصویر بھی بڑی ہو جائے جو ان کی ماؤں نے ان کے دلوں پر کھینچی تھی ۔ اس کے ساتھ ہی میں بڑوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ جو کوتاہی آپ لوگوں سے اب تک اس سلسلہ میں ہو چکی ہے اس کو دور کرو اور محمد رسول اللہ کے اخلاق کا ایسا اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش کرو کہ دنیا والوں کو اس جہان میں اس کے سوا اور کوئی چیز نظر ہی نہ آئے جیسے ایک شاعر نے کہا ہے کہ ؎

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

اسی طرح ان اخلاق میں ترقی کرتے کرتے ایسی حالت ہو جائے کہ کچھ عرصہ کے بعد ہم جدھر بھی دیکھیں ہمیں سوائے محمد کے اور کوئی نظر نہ آئے ۔ خواہ وہ چھوٹا محمدؐ ہو یا بڑا محمدؐ ۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ جب اس دنیا میں ہمیں محمد ہی محمد نظر آنے لگیں گے تو چونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی صفات کی ایک تصویر ہیں ۔ اس لئے دنیا میں توحید کامل پیدا ہو جائے گی اور شرک باقی نہیں رہے گا ۔ کیونکہ جہاں خدا ہی خدا ہو وہاں شرک باقی نہیں رہ سکتا ۔"

(اسوہ حسنہ)

نماز اور دُعا کی اہمیّت

——— از مکرم ماسٹر امیر عالم صاحب لیّہ ———

ہستی باری تعالےٰ کی معرفت کے کئی ذرائع ہیں۔ رسولوں کی بعثت کا مقصد ان معدوم روحانی اقدار کا احیاء ہے۔ جن سے بنی نوع امتداد زمانہ کے باعث یکسر غافل ہو جاتے ہیں۔ اس وقت بنی نوع کے سامنے کسی نبی کی بعثت کا سوال غیر متوقع اور غیر فطری معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ انبیاء کا مشن بنی نوع کی مرضی کے برعکس ہوتا ہے اور ان کی تعلیمات بنی نوع کے مقاصد کے خلاف ہوتی ہیں۔ لہذا وہ اس بات کو قبول کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے کہ کوئی شخص ان کے سامنے وہ تعلیم پیش کرے۔ جو دنیوی اغراض ومقاصد کو ثانوی حیثیت دے کر انہیں ترکِ نفس اور ترک دنیا پر مجبور کرے۔ ان کی نظریں دنیا و مافیہا کی حدود کی قیود سے باہر نہیں جا سکتیں۔ لہذا وہ ہر ایسی تعلیم کو قبول کرنے سے گریز کرتے ہیں جو انہیں محسوس ومرئی نتائج سے غافل کرنے والی ہو۔ اس کے برعکس اسلامی تعلیم کا مقصد ومنتہا ہی یہ ہے کہ مرئی امور کو غیر مرئی امور پر قربان کر دیا جائے۔ غور کرنے سے اس کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ انبیاء کی بعثت کے وقت اقوام عالم ہستی باری تعالےٰ کے عقیدہ کی قائل نہیں رہتیں۔ ان کا خدا پر ایمان برائے نام ہوتا ہے۔ جس کی نفی اور اثبات دونوں برابر ہیں۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے انبیاء کرام اقدار روحانی کے قیام کے لئے دنیا میں آتے ہیں۔ ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت سب سے بڑی روحانی قدر کا احیاء ہے۔ معرفتِ الہٰی دوسرے درجہ پر ہے جو اس سے وابستہ ہے۔ ہر وہ نبی یا رسول جو اس مہم کو سر کر لیتا ہے۔ وہ اپنی بعثت کے مقصد عالیہ کی تکمیل کے مرتبہ تک پہنچا لیتا ہے۔ یہ کردار اس کی صداقت کا اوّلین ثبوت ہے۔ موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا بھی یہی ثبوت ہے۔ آپ نے مبعوث ہو کر ہستی باری تعالےٰ کے ثبوت کی پہلی قدر کو اجاگر کیا اور اس میں یہاں تک کامیابی حاصل کی کہ موجودہ گمراہی عظمےٰ کے زمانہ میں لادین دہریہ فلسفی آپ کی صداقت تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

دنیا با بارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سے بخوبی عیاں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنے

کا سب سے بڑا وسیلہ نماز اور دعا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز اور دعا کیا ہیں؟ نماز اور دعا مومن کی زندگی کا وہ عمل حسن ہے جس کے ذریعہ مومن دنیوی اغراض کی آلائش سے صاف ہو کر بالائی روحانی منزل میں قدم رکھتا ہے اور صراط مستقیم طے کرتے کرتے منعم علیہ گروہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ وہی طریق عمل ہے جس کے اپنانے سے انسان باخدا انسان بن جاتا ہے اور ہر منزل کے شوق حصول میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ منزل شوق تک پہنچنے میں وہ تمام مراحل طے کرتا چلا جاتا ہے۔

ترک نفس کا اضطرار اس کی قلبی کیفیت پر اس قدر مستولی ہو جاتا ہے کہ دنیوی گرد وغبار ترک کرتے کرتے مومن کی اپنی ذات بھی باقی نہیں رہتی۔ اس کا قلب پاک صاف ہو کر مصفا آئینہ کی مانند ہو کر خدائی صفات کو اختیار کر لیتا ہے اور اس کی ذات کسی اور کی ہو جاتی ہے۔ جو قرب الٰہی کا مقصد و منتہا ہے گویا پھر وہ ایک قدرتی مشینری بن جاتا ہے۔ جو اپنے آقا کی مرضی اور حکم کے مطابق اپنے آپ چلتی رہتی ہے۔ یعنی دست یہ کار ہے تو دل بایار اس کے اعضاء اور جوارح پر خدائی منشاء کے مطابق کنٹرول کر رہا ہے۔

یہ نماز اور دعا کی فلاسفی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نماز اور دعا کا صحیح طریق اختیار کرنے کے نہائت عمدہ گر بتائے ہیں۔ جن سے یہ حقیقت صاف طور پر نمایاں ہو جاتی ہے کہ ایسی تعلیم دینے والا لاریب کوئی عظیم الشان منجانب اللہ معبوث ہونے والا نبی اللہ ہی ہے جیسا کہ حدیث مسلم میں اسے چار دفعہ نبی اللہ کے خطاب سے مخاطب کیا گیا ہے جس نے مذہب اسلام کے بیان کردہ روحانی اقدار کو موجودہ گمراہ اور لادین دنیا کے علماء و فلاسفر کے سامنے ایسے احسن طور پر پیش کیا کہ روحیں ظلمت اور ضلالت کے گھٹا ٹوپ پردوں سے نکل کر بطیب خاطر اسے قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔

نماز اور دعا کے بارے میں آپ کے فرمودات پر عمل کیا جائے تو واقعی مومن عالم سفلی سے نکل کر عالم بالا کی سیر کر لیتا ہے۔ ایک طرف آپ کے فرمودات عالیہ اور دوسری آپ کے روحانی متبعین نے اس کا ذاتی طور پر تجربہ کر لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا یہ دوسرا تابندہ نشان ہے کہ آپ کی تعلیم پر چل کر آپ کے متبعین نے عالم بالا کی اعلیٰ قدروں اور مراتب کی روحانی سیر کی۔ یہ روحانی قدریں بھی زندہ ہو گئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز دراصل مومن کا معراج ہے جو دن میں اسے پانچ بار حاصل ہوتا ہے۔ معراج کو ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قرب خداوندی کے انتہائی مقام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور آپ کے قرب خداوندی کی علویت کے لحاظ سے نہایت اہم درجہ ضروری یقین کرتے ہیں۔ نماز کو معراج المومنین کا درجہ دینا کس قدر مومن کی فوز و فلاح پر دلالت کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مومن صحیح ادائے فریضہ نماز میں روزانہ پانچ دفعہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اور اس کی ذات کا مشاہدہ کرتا ہے۔

مومن خدا تعالیٰ کے حضور دنیوی آلائشوں سے پاک ہو کر اور ترکِ نفس کر کے عجز و انکسار کی مٹی کی تہہ کے نیچے دبتا چلا جاتا ہے اور خدا کے آگے شیشۂ قلب مصفا کر کے پیش کرتا ہے۔ اسی کا شیشۂ قلب گرد و غبار کی آلودگی سے صاف و شفاف ہوتا ہے تو اس کی لوح پر صفاتِ الٰہیہ کی نورانی کرنیں منعکس ہونے لگتی ہیں۔ اور وہ خدائی قدرتوں کے وہ جلوے دیکھتا ہے کہ انسانی قلب و نظر ان کے احاطہ اور فہم سے یکسر عاجز ہیں۔ جس برگزیدہ ہستی کے نفخ روح سے اس قحط الرجال کے زمانہ میں ایسے باکمال لوگ پیدا ہو جائیں ان کا منجانب اللہ مامور و مرسل ہونا خود بخود ثابت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوتِ قدسیہ کے طفیل یہ نظارے جماعت احمدیہ کے مومن افراد میں بکثرت دیکھنے میں آ رہے ہیں۔

نماز اور دعا کے عالم میں بندہ مومن کی ہیئت گدائی کا ذرا ملاحظہ فرمائیے وہ نہایت خشوع و خضوع سے پروردگار عالم کی تسبیح و تحمید میں منہمک ہے۔ اس کی قدرت اور عظمت کے اظہار میں رطب اللسان ہے اور اپنے عجز و انکسار کا کوئی پہلو بیان کرنے اور مدد طلب کرنے سے غافل نہیں۔ اس کی روح آستانۂ الوہیت پر جھکی ہوئی ہے۔ کبھی اس سے محبت کا اظہار کرتا ہے کبھی تلطف کا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے ہیچ ہے، تمام دنیا اپنی وسعتوں کے باوجود اس کی نظر میں بے نشان اور بے حقیقت ہو گئی ہے۔ اسے خدا تعالیٰ کی قدرت اور رحمتِ خداوندی پر پورا پورا اعتماد ہے۔ اس کی دعاؤں کا کچھ ٹھکانہ نہیں۔ تمام بنی نوع اس کی دعاؤں میں سمٹ کر اپنا مقام لے لیتی ہے اور اس کی دعائیں عرشِ الٰہی سے ٹکرا کر شرفِ قبولیت سے ہمکنار ہوتی ہیں۔

مومن پر اس کے شیشۂ قلب کے ظرف کے مطابق خدائی تجلیات کا نزول ہوتا ہے۔ خدائی برکتیں اسے ممسوح کرتی ہیں، اور وحی و الہام کی برکتوں کے نزول سے وہ نوازا جاتا ہے۔ سکونِ قلب کی راحت اسے میسر اور اس کے کاروبار میں ہدایت کا نور اسے حاصل ہوتا ہے۔ بھلا جس شخص کے ذریعہ اس کے متبعین میں ایسے حقیقی عباد گزار پیدا ہو جائیں اسے خدا تعالیٰ مہدی معہود کے نام سے نہ پکارے تو عقلِ انسانی اور کیا سوچ سکتی ہے۔

نماز اور دعا کی اصل حقیقت معرفتِ الٰہی کا حصول اور تعلق باللہ کا قیام ہے۔ ہستی باری تعالیٰ جو پردوں میں چھپی ہوتی ہے۔ نمازوں اور دعاؤں کے ذریعہ اس ذات پر شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔ انبیاء کرام کا مقصد بعثت دراصل یہ ہے کہ وہ اس مخفی ذات کو دنیا کے سامنے لے آئیں اور مخلوق کا خداوند تعالیٰ سے پیوند قائم کر دیں۔ چنانچہ انبیاء کرام اپنی مساعی حسنہ اور اپنے اسوۂ حسنہ سے اس غرض کو پورا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

دنیا میں جس قدر واقعات رونما ہو رہے ہیں ان کے ظہور کے بواعث کی تفہیم غور و فکر سے ہو جاتی ہے یہی طریقہ نماز اور دعا کی غرض و غایت معلوم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ کسی شے تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اس کے حسبِ حال ذرائع حصول اختیار کرنا لازم ہیں۔ مثلاً سفر کے اختتام کے لئے ضروری ہے کہ ذرائع رسل و رسائل

موجود ہوں۔ اسی طرح نماز اور دعا کی فرضیت کا پس منظر موجود ہے۔ ان میں یہ عجیب طریق دیکھنے میں آتا ہے کہ نمازی زمین پر سر بسجدہ ہو کر گڑ گڑا کر دعائیں مانگتا ہے۔ بحالت نماز عبادت گزار کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جس کے جسم کا اشرف و اعلیٰ اور برتر حصہ زمین پر ماتھا رگڑ رہا ہوتا ہے۔ نمازی قیام اور رکوع میں بھی دعا کر سکتا ہے۔ سجدہ خدا تعالیٰ کے حضور عجز و انکساری اور فروتنی کے اظہار کے لئے اور خدا ئے ارحم الراحمین کے رحم و کرم کو اپیل کرنے کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خشوع و خضوع کی حالت کی پیدائش خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کو سہل بنانے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ نماز تہجد میں عجز و انکسار کی حالت پایۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ جبکہ بندہ عشق الٰہی میں اپنے نفس پر شقت وارد کر کے اکیلا رات کی تنہائی میں سائل یا ملزم یا مجرم کی حیثیت میں بارگاہِ خداوندی میں رحم و کرم کے لئے فریاد کر رہا ہوتا ہے۔

دنیا میں جس قدر علوم ہیں وہ بحالت نشست و قیام دماغی غور و فکر سے حاصل ہوتے ہیں۔ مگر خدائی نعمتوں کے دروازے سر بسجدہ ہونے میں کھلتے ہیں۔ یہ نرالی کیفیت ہے جس سے وہی لوگ آگاہ ہیں جو سر بسجدہ ہونے پر سرور و لذت اور کیفیت سے لطف اندوز ہیں۔ پھر ان کے ذریعہ وہ کرامات ظہور میں آتی ہیں اور ان پر مہماتِ عظیمہ کی وہ عقدہ کشائی ہوتی ہے کہ صاحبِ ذوق ہی ان سے متمتع ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ دعا کے ذریعہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر رجوع برحمت ہوتا ہے۔ انبیاء کی جماعتوں کی ترقی میں دعا کامیاب ہتھیار کا کام کرتی ہے۔ کہیں دشمن کا سر قلم کر رہی ہے اور کہیں دشمن کو اس کے مقصد میں ناکامی و نامرادی سے ہمکنار کر رہی ہے اور مومن ترقی کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور اپنی مقصد براری میں سرخرو ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی ترقی کا دارومدار دعا پر ہے۔ خدا تعالیٰ مومنوں کی دعائیں سنتا ہے۔ اور وہ کشتی نوح میں بیٹھے ہوئے اپنی کشتی طوفانِ نوح کی خطرناک موجوں سے صحیح و سلامت نکال کر کنارے پر پہنچ جاتے ہیں۔ سورۂ فاتحہ کی دعا اھدنا الصراط المستقیم اسی کی طرف راہنمائی کر رہی ہے۔

ام الکتاب سورۂ فاتحہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے انسانی تخلیق کا مقصد محض عبادت اور معرفتِ الٰہی قرار دیا ہے۔ دنیوی زندگی کی اہمیت کا مطلق ذکر نہیں ہے۔ اس سے زیادہ دنیوی زندگی کا مآل نہیں کہ دنیا کو عالم آخرت کے مقابلہ میں ثانوی حیثیت حاصل ہے اور دنیا آخرت کے لئے ذخیرۂ اعمال جمع کرنے کا گھر ہے۔ لیکن انسان اس کے مغز کو چھوڑ کر قشر کی دلفریبی پر ہی لٹو ہو رہا ہے۔ غور کیجئے سورۂ فاتحہ نے انسانی زندگی کے کردار کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

اوّلاً۔ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات اور اس کی قدرت کا بیان اور اس کی تسبیح و تحمید۔

دوم۔ صراط مستقیم پر چل کر منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے اور گمراہی سے بچنے کی دعا

سورۂ فاتحہ کو اس صورت میں دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ دراصل دعا کی ہی سورۃ ہے۔ کیونکہ دعا کرنے سے قبل خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرکے اس کی رحمت کو جوش میں لانا مقصود ہوتا ہے اور پھر احتیاج بیان کرکے استمداد طلب کرنا، سورۂ فاتحہ میں یہی دونوں باتیں موجود ہیں۔ لہٰذا غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد و مدعا ہی یہ ہے کہ وہ اس دنیا کا خیال ترک کرکے ملاء اعلےٰ کی طرح ہر دم تسبیح و تحمید الٰہی میں لگا رہے۔ اس سے غافل نہ رہے۔ ورنہ وہ اس دوڑ میں پیچھے رہ کر گھاٹا پانے والوں میں شمار ہوگا۔ اور یہ امر اس کی روحانی موت کا باعث ہوگا۔ اس حقیقت کے نظر کے سامنے آجانے سے دعا کی حقیقی اہمیت کا اندازہ ہوسکتا ہے جو یہ ہے کہ مومن ہر حالت میں یاد الٰہی سے غافل نہ ہو۔ دعا مومن کو ترکِ ذات کا بھی سبق دیتی ہے۔ تسبیح و تحمید الٰہی مومن کی غذا ہے۔ اور دعا مومن کا اوڑھنا بچھونا۔

دعا کے بارے میں سورۂ فاتحہ ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی مدد کا محتاج ہے اور انسانی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات رحمانیت، رحیمیت، ربوبیت اور مالکیت کا ظلّی طور پر نمونہ بنے اور صراط مستقیم پر گامزن ہوکر نمائے الٰہی کا وارث ہوکر منعم علیہ گروہ میں شامل ہو اور حسب توفیق قربیّت کے مدارج طے کرکے اپنی ذات کو ذاتِ الٰہی میں گم کردے۔ نماز اور دعا ان کے حصول کے ذرائع ہیں۔ اور یہی وہ روحانی طریقے ہیں جن پر چل کر مومن خدا تعالیٰ کے قریب ہوجاتے ہیں۔ اور یہی انسانی زندگی کا مقصد ہے جیسا کہ فرماتا ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

نماز مشکلات کی کنجی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نماز ایسے ادا نہ کرو جیسے مرغی دانے کے لئے ٹھونگ مارتی ہے بلکہ سوز و گداز سے ادا کرو اور دعائیں بہت کیا کرو۔ نماز مشکلات کی کنجی ہے۔ ماثورہ دعاؤں اور کلمات کے علاوہ اپنی مادری زبان میں بہت دعا کیا کرو۔ تا اس سے سوز و گداز کی تحریک ہو اور جب تک سوز و گداز نہ ہو اسے ترک مت کرو۔ کیونکہ اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور سب کچھ ملتا ہے۔"

(بدر ۸ مارچ ۱۹۰۴ء)

الہامِ الٰہی

مکرم مولوی روشن دین صاحب مربی سلسلہ مقیم جہلم

انسان خطا کا پتلا ہے۔ قدم قدم پر لغزش کھاتا ہے۔ بسا اوقات صحیح اور درست اشیاء کو بھی غلط اور ٹیڑھی قرار دے کر ان کے فوائد سے محروم رہتا ہے گویا اندھیر نگری چوپٹ راجہ کا مصداق ہوتا ہے اس کی دلی تمنّا یہی ہوتی ہے کہ مقصد کے حصول میں جو الجھنیں ہیں دور ہوں تاکہ جلد از جلد اپنا مطلوب حاصل ہو۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کبھی کبھار انسان شک وشبہ کے بھنور میں کچھ ایسا پھنس جاتا ہے کہ وہ صحیح راستہ کو غلط قرار دیکر اسے چھوڑ دیتا ہے۔ پھر ایسی الجھن میں پھنس جاتا ہے کہ بظاہر اس سے نجات حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے زاں بعد "مرتا کیا نہ کرتا" دوسرے اپنے بھائی بندوں سے مشورے لینے شروع کرتا ہے۔ لیکن ان مشوروں پر عمل پیرا ہونا بھی کامیابی کی گارنٹی نہیں ہوتی۔ اندھا اندھے کو راستہ کس طرح دکھا سکتا ہے۔

طرفہ یہ ہے کہ انسانی فطرت میں صحیح اور سیدھے راستے کی جستجو اور تڑپ بھی موجود ہے اور جب تک وہ نہ ملے وہ ماہی بے آب ہوتا ہے اور مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے اور جب موزوں علاج مل جاتا ہے۔ تو مایوسی امید سے بدل جاتی ہے۔ یہ حالت قوم پر بھی طاری ہوتی ہے۔ بظاہر ہر قسم کے سامان اور ضروری اور ممد اشیاء بھی موجود ہوتی ہیں۔ مگر ان کے استعمال سے کماحقہ فائدہ نہیں ہوتا یا پھر فائدہ تو ہوتا ہے مگر حسب ضرورت نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ پس ان کی کشمکش کی حالت سے نجات کی صرف ایک ہی صورت ہوتی ہے کہ قدرتی اور طبعی ذرائع سے استفادہ کیا جائے اور یہ تبھی نصیب ہوتا ہے جبکہ الٰہی ہدایت شاملِ حال ہو۔ کیونکہ خداوندی ارشاد ہی ہے۔

ان علینا للھدی وان لنا للآخرۃ والاولیٰ۔ (اللیل)

یعنی ہدایت دینا یقیناً ہمارے ہی ذمہ ہے اور ہر بات کی انتہاء اور ابتدا بھی یقیناً ہمارے ہی اختیار میں ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

یہ وہ گل ہے جس کا ثانی باغ میں کوئی نہیں
یہ وہ خوشبو ہے کہ قرباں اس پہ ہو مشکِ تتار

یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسمان کے در کھلیں
یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں روئے نگار

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ہ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ہ (حٰمٓ السجدہ)

یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے۔ پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہو گئے ان پر فرشتے اتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور کسی پچھلی غلطی کا غم نہ کرو اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے۔ اور اس (جنت) میں جو کچھ بھی تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو کچھ تم مانگو گے وہ بھی تم کو اس میں ملے گا۔

ماحصل اس آیت کا یہ ہے کہ مومنوں پر فرشتوں کا نزول اس دنیا میں بھی ہوتا ہے کہ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ کیونکہ مومن ہر طرف سے مصائب و آلام میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی ڈھارس کلامِ الٰہی سے بندھائی جاتی ہے۔ گویا کلامِ الٰہی ان کی روح رواں ہوتی ہے اور ان کی جان ہوتی ہے۔ جو ان کے احیاء کا باعث ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الہام کی حقیقت نزول اور اس کے بعض دوسرے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں:۔

"کیونکہ لفظ الہام کہ جو اکثر جگہ عام طور پر وحی کے معنوں پر اطلاق پاتا ہے باعتبار لغوی معنوں کے اطلاق نہیں پاتا بلکہ اطلاق اس کا باعتبار عرف علماء اسلام ہے۔ کیونکہ قدیم سے علماء کی ایسی ہی عادت جاری ہو گئی ہے کہ وہ ہمیشہ وحی کو خواہ وحی رسالت ہو یا کسی دوسرے مومن پر وحی اعلام نازل ہو۔ الہام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس عرف کو وہی شخص نہیں جانتا ہو گا۔ جس کو حق کے قبول کرنے سے کوئی خاص غرض سدِ راہ ہے۔ ورنہ قرآن شریف کی صدہا تفسیروں میں سے اور کئی ہزار کتب دین میں سے کسی ایک تالیف کو بھی کوئی پیش نہیں کر سکتا جس میں اس اطلاق سے انکار کیا گیا ہو بلکہ جابجا مفسروں نے وحی کے لفظ کو الہام سے تعبیر کیا ہے۔ کئی احادیث

میں بھی یہی معنے ملتے ہیں۔ جس سے مولوی صاحب بے خبر نہیں ہیں۔ پھر نہ معلوم کہ مولوی صاحب نے کہاں سے اور کس سے سن لیا۔ کہ لفظ الہام کے کتب دین میں وہی معنے کرنے چاہئیں کہ جو کتب لغت میں مندرج ہیں بلکہ سواد اعظم علماء کا الہام کو وحی کا مترادف قرار دینے میں متفق ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو استعمال کیا ہے۔" (براہین احمدیہ ص۲۰۱ حاشیہ نمبر۱)

الہام الٰہی غور و فکر کے نتیجہ میں کھلنے والے دقائق کا نام نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اور یہ خیال کرنا کہ جو جو دقائق فکر اور نظر کے استعمال سے لوگوں پر کھلتے ہیں وہی الہام ہیں بجز ان کے اور کوئی شے الہام نہیں۔ یہ بھی ایک ایسا وہم ہے جس کا موجب صرف کور باطنی اور بے خبری ہے۔ اگر انسانی خیالات ہی خدا کا الہام ہوتے تو انسان بھی خدا کی طرح بذریعہ اپنے فکر اور نظر کے امور غیبیہ کو معلوم کر سکتا۔ لیکن ظاہر ہے کہ گو انسان کیسا ہی دانا ہو۔ مگر وہ فکر کر کے کوئی امر غیب بتلا نہیں سکتا۔ اور کوئی نشان طاقت الوہیت کا ظاہر نہیں کر سکتا۔ اور خدا کی قدرت خاصہ کی کوئی علامت اس کے کلام میں پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر وہ فکر کرتا کرتا مر بھی جائے تب بھی ان پوشیدہ باتوں کو معلوم نہیں کر سکتا۔" (براہین احمدیہ ص۱۹۲ حاشیہ ص۱۱)

عقل الہام الٰہی کی مخالف نہیں بلکہ ہر دم اس کی محتاج ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"عقل کا دائرہ ایسے واقعات سے متعلق ہے جو تجربہ میں آچکے ہیں۔ اس سے آگے عقل نہیں جا سکتی۔ قرآن کریم نے جو غیبی حقائق کو پیش کیا ہے۔ وہ ہرگز خلاف عقل نہیں۔ اس کی صحیح صحیح راہنمائی الہام الٰہی ہی کرتا ہے۔ ورنہ انسان ٹک بندی سے اپنے کام سرانجام دیتا ہے۔

عقل اور الہام میں باہم جوڑ مقرر کیا ہے۔ جوڑ کے بغیر جوہر نہیں ظاہر ہوتا۔ ایسے ہی عقل کا جوہر نہیں ظاہر ہوتا۔ جب تک الہام کا جوڑ عقل کے ساتھ نہ ملے۔ بلاشبہ عقل عمدہ چیز ہے مگر اس کا جوہر تب ہی کھلتا ہے جب وہ اپنے جوڑ کے ساتھ شامل ہو۔ مثلاً آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر سورج کی موجودگی ضروری ہے۔ کانوں سے سنا جاتا ہے اگر ہوا نہ ہو تو کان سن نہیں سکیں گے" (براھین احمدیہ)

الہام الٰہی کے لئے طہارت تامہ کا ہونا ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"لیکن اے بھائیو! یہ آپ لوگوں کی کمال غلطی ہے۔ وحی الٰہی وہ خدا کی پاک کلام ہے کہ جس میں منزل علیہ کی طہارت تامہ اور قابلیت کاملہ شرط ہے۔ کیونکہ جو شخص طرح طرح کے اغشیہ جسمانی اور اہویہ نفسانی سے محجوب ہے۔ اس میں اور مبدء پاک میں پرلے درجے کی دوری واقعہ ہے کہ

جس سے وہ قابل افاضہ الہام الٰہی ہرگز نہیں ٹھہر سکتا۔ پس جب تک ایک نفس کو ہر یک قسم کی نالائق باتوں سے تنزہ تام حاصل نہ ہو جائے۔ تب تک وہ نفس قابلیت فیضانِ وحی کی پیدا نہیں کرتا اور اگر تنزہ تام کی شرط نہ ہوتی۔ اور قابل اور غیر قابل یکساں ہوتا تو سارا جہان نبی ہو جاتا۔

الہام الٰہی کے نزول کی کیفیت کیا ہے۔ اس کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"صورتِ اوّل الہام کی منجملہ ان کئی صورتوں کے جن پر خدا نے مجھ کو اطلاع دی ہے۔ یہ ہے کہ جب خداوند تعالےٰ کوئی امر غیبی اپنے بندہ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو کبھی نرمی سے اور کبھی سختی سے بعض کلمات زبان پر کچھ تھوڑی غنودگی کی حالت میں جاری کر دیتا ہے۔ اور جو کلمات سختی اور گرانی سے جاری ہوتے ہیں۔ وہ ایسی پُرشدت اور ہیبت صورت میں زبان پر وارد ہوتے ہیں۔ جیسے گڑے یعنی اولے یکبارگی ایک سخت زمین پر گرتے ہیں۔ یا جیسے تیز اور پُرزور رفتار میں گھوڑے کا سم زمین پر پڑتا ہے۔ اس الہام میں ایک عجیب سرعت اور شدت اور ہیبت ہوتی ہے جس سے تمام بدن متاثر ہوتا ہے اور زبان ایسی تیزی اور بارعب آواز میں خود بخود دوڑتی جاتی ہے کہ گویا اپنی زبان نہیں اور ساتھ اس کے جو ایک تھوڑی غنودگی اور ربودگی ہوتی ہے۔ وہ الہام کے تمام ہونے کے بعد فی الفور دور ہو جاتی ہے' اور جب تک کلمات الہام تمام نہ ہوں۔ تب تک انسان ایک میت کی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوتا ہے۔ یہ الہام اکثر ان صورتوں میں نازل ہوتا ہے کہ جب خداوند رحیم و کریم اپنی کسی حکمت اور مصلحت سے کسی خاص دعا کو منظور کرنا نہیں چاہتا یا کسی عرصہ تک توقف ڈالنا چاہتا ہے۔ یا کوئی اَور خبر پہنچانا چاہتا ہے کہ جو مقتضائے بشریت انسان کی طبیعت پر گراں گزرتی ہو۔"

(براہین احمدیہ ص۲۰۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱)

•صورت دوم الہام کی جس کا میں باعتبار کثرت عجائبات کے کامل الہام نام رکھتا ہوں یہ ہے کہ جب خدا تعالےٰ بندہ کو کسی امر غیبی پر بعد دعا اس بندہ کے' یا خود بخود مطلع کرنا چاہتا ہے تو یک دفعہ ایک بیہوشی اور ربودگی اس پر طاری کر دیتا ہے جس سے وہ بالکل اپنی ہستی سے کھویا جاتا ہے۔ اور ایسا اس بے خودی اور ربودگی اور بیہوشی میں ڈوبتا ہے جیسے کوئی پانی میں غوطہ مارتا ہے۔ اور نیچے پانی کے چلا جاتا ہے۔ غرض جب بندہ اس حالت ربودگی سے جو غوطہ سے بہت ہی مشابہ ہے باہر آتا ہے تو اپنے اندر میں کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے' جیسے ایک گونج پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ جب وہ گونج کچھ فرو ہوتی ہے تو ناگہاں اس کے اندر سے ایک موزون اور لطیف اور لذیذ کلام

محسوس ہوتی ہے اور یہ غوطہ ربودگی کا ایک عجیب امر ہے جس کے عجائبات بیان کرنے کے لئے الفاظ کفایت نہیں کرتے۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۱۹-۲۲۰ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۱)

"صورت سوم الہام کی یہ ہے کہ نرم اور آہستہ طور پر انسان کے قلب پر القا ہوتا ہے۔ یعنی یک مرتبہ دل میں کوئی کلمہ گذر جاتا ہے جس میں وہ عجائبات بتمام دکمال نہیں ہوتے جو دوسری صورت میں بیان کئے گئے ہیں۔ بلکہ ان میں ربودگی اور غنودگی بھی شرط نہیں۔ بسا اوقات عین بیداری میں ہو جاتا ہے اور اس میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا غیب سے کسی نے وہ کلمہ دل میں پھونک دیا ہے یا پھینک دیا ہے انسان کسی قدر بیداری میں ایک استغراق اور محویت کی حالت میں ہوتا ہے اور کبھی بالکل بیدار ہوتا ہے کہ یک دفعہ دیکھتا ہے کہ ایک نو وارد کلام اس کے سینہ میں داخل ہے یا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ معاً وہ کلام دل میں داخل ہوتے ہی اپنی پُر زور روشنی ظاہر کر دیتا ہے اور انسان متنبہ ہو جاتا ہے کہ خدا کی طرف سے یہ القا ہے۔ اور صاحبِ ذوق کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تنفسی ہوا اندر جاتی ہے اور تمام دل وغیرہ اعضاء کو راحت پہنچاتی ہے۔ ویسا ہی وہ الہام دل کو تسلّی اور سکینت اور آرام بخشتا ہے۔" (براہین احمدیہ ص۲۳۱، ص۲۳۲ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۱)

"صورتِ چہارم الہام کی یہ ہے کہ وہ رویاء صادقہ میں کوئی امر خدائے تعالیٰ کی طرف سے منکشف ہو جاتا ہے۔ یا کبھی کوئی فرشتہ انسان کی شکل میں متشکل ہو کر کوئی غیبی بات بتلاتا ہے یا کوئی تحریر کاغذ یا پتھر وغیرہ پر مشہود ہو جاتی ہے جن سے کچھ اسرار غیبیہ ظاہر ہوتے ہیں وغیرہا من الصور" (براہین احمدیہ ص۲۳۲ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۱)

"صورتِ پنجم الہام کی وہ ہے جس کا انسان کے قلب سے کچھ تعلق نہیں بلکہ ایک خارج سے آواز آتی ہے اور یہ آواز ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے ایک پردہ کے پیچھے سے کوئی آدمی بولتا ہے مگر یہ آواز نہایت لذیذ اور شگفتہ اور کسی قدر سرعت کے ساتھ ہوتی ہے اور دل کو اس سے لذّت پہنچتی ہے۔ انسان کسی قدر استغراق میں ہوتا ہے کہ یک دفعہ یہ آواز آجاتی ہے اور آواز سنکر وہ حیران رہ جاتا ہے کہ کہاں سے یہ آواز آئی اور کس نے مجھ سے کلام کی۔ اور حیرت زدہ کی طرح آگے پیچھے دیکھتا ہے۔ پھر سمجھتا ہے کہ کسی فرشتہ نے یہ آواز دی۔" (ایضاً)

الہام الٰہی کو کیونکر پہچانا جاسکتا ہے اس کی علامات کیا ہیں اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

(۱) اوّل یہ کہ الٰہی طاقت اور برکت اس کے ساتھ ایسی ہوتی ہے کہ اگرچہ اور دلائل ابھی ظاہر نہ ہوں وہ طاقت بڑے جوش اور زور سے بتلاتی ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور ملہم کے دل کو ایسا اپنا مسخر بنا لیتی ہے کہ اگر اس کو آگ میں کھڑا کر دیا جاتے یا ایک بجلی اس پر پڑنے لگے وہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ الہام شیطانی ہے یا حدیث النفس ہے یا شکی ہے یا ظنی ہے بلکہ ہر دم اس کی روح بولتی ہے کہ یہ یقینی ہے اور خدا کا کلام ہے۔

(۲) دوسرے خدا کے الہام میں ایک خارق عادت شوکت ہوتی ہے۔

(۳) تیسری وہ پُر زور آواز اور قوت سے نازل ہوتا ہے

(۴) چوتھی اس میں ایک لذت ہوتی ہے۔

(۵) اکثر اس میں سلسلہ سوال و جواب پیدا ہو جاتا ہے۔ بندہ سوال کرتا ہے خدا جواب دیتا ہے۔ پھر بندہ سوال کرتا ہے خدا جواب دیتا ہے۔ خدا کا جواب پانے کے وقت بندہ پر ایک غنودگی طاری ہوتی ہے۔ لیکن صرف غنودگی کی حالت میں کوئی کلام زبان پر جاری ہونا وحیٔ الٰہی کی قطعی دلیل نہیں۔ کیونکہ اسی طرح پر شیطانی الہام بھی ہو سکتا ہے۔

(۶) چھٹی الہام کبھی ایسی زبان میں بھی ہو جاتا ہے جس کا ملہم کو کچھ بھی علم نہیں۔

(۷) خدائی الہام میں ایک خدائی کشش ہوتی ہے۔ اول وہ کشش ملہم کو عالم تفرید اور انقطاع کی طرف کھینچے جاتی ہے۔ آخر اس کا اثر بڑھتا بڑھتا طبائع سلیمہ مبائعین پر جا پڑتا ہے۔ تب ایک دنیا اس کی طرف کھینچی جاتی ہے۔ اور بہت سی روحیں اس کے رنگ میں بقدر استعداد آجاتی ہیں۔

(۸) آٹھویں سچا الہام غلطیوں سے نجات دیتا اور بطور حَکَم کے کام کرتا ہے۔ اور قرآن شریف کے کسی بیان میں مخالف نہیں ہوتا۔

(۹) سچے الہام کی پیشگوئی فی حد ذاتہٖ سچی ہوتی ہے گو اس کے سمجھنے میں لوگوں کو دھوکا ہو۔

(۱۰) سچا الہام تقوے کو بڑھاتا اور اخلاقی قوتوں کو زیادہ کرتا اور دنیا سے دل برداشتہ کرتا اور معاصی سے متنفر کر دیتا ہے۔

(۱۱) سچا الہام چونکہ خدا تعالےٰ کا قول ہے۔ اس لئے وہ اپنی تائید کے لئے خدا کے فعل کو اپنے ساتھ لاتا اور اکثر بزرگ پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتا ہے جو سچی نکلتی ہیں اور قول اور فعل دونوں کی آمیزش سے یقین کے دریا جاری ہو جاتے ہیں۔ اور انسان سفلی زندگی سے منقطع ہو کر

ملکوتی صفات بن جاتا ہے۔" (نزول المسیح)

الہامِ الٰہی امتِ محمدیہ میں اب بھی جاری ہے اس کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔
" اور خدا تعالیٰ اس پاک الہام کو انہیں ایمانداروں کو عطا کرتا ہے کہ جو سچے دل سے قرآن شریف کو خدا تعالیٰ کا کلام جانتے ہیں۔ اور صدق اور اخلاص سے اس پر عمل کرتے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا اور کامل پیغمبر اور سب پیغمبروں سے افضل و اعلیٰ اور بہتر اور خاتم الرسل اور اپنا ہادی اور راہبر سمجھتے ہیں۔ دوسروں کو یہ الہام یعنی یہودیوں، عیسائیوں اور آریوں، برہموں وغیرہ کو ہرگز نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ قرآن شریف کے کامل تابعین کو ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے اور آئندہ بھی ہوگا۔ اور گو وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۱۹۶ حاشیہ)

نیز آپ فرماتے ہیں:

" اعجاز اثر کلام قرآن کی نسبت ہم یہ ثبوت رکھتے ہیں کہ آج تک کوئی ایسی صدی نہیں گزری جس میں خدا تعالیٰ نے مستعد اور طالبِ حق لوگوں کو قرآن شریف کی پوری پوری پیروی کرنے سے کامل روشنی تک نہیں پہنچایا۔ اور اب بھی طالبوں کے لئے اس روشنی کا وسیع دروازہ کھلا ہے۔ یہ نہیں کہ صرف گزشتہ صدی کا حوالہ دیا جائے جس طرح سچے دین اور ربّانی کتاب کے حقیقی تابعداروں میں روحانی برکتیں ہونی چاہئیں اور اسرارِ خاصہ الٰہیہ سے ملہم ہونا چاہیئے وہی برکتیں اب بھی جویندوں کے لئے مشہود ہو سکتی ہیں۔ جس کا جی چاہے صدق قدم سے رجوع کرے اور دیکھے اور اپنی عاقبت کو درست کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر یک طالبِ صادق اپنے مطلب کو پائے گا۔ اور ہر یک صاحبِ بصیرت اس دین کی عظمت کو دیکھے گا مگر کون ہمارے سامنے آکر اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ وہ آسمانی نور ہمارے کسی مخالف میں بھی موجود ہے۔ اور جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور افضلیت اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کیا ہے۔ وہ بھی کوئی روحانی برکت اور آسمانی تائید اپنے شاملِ رکھتا ہے۔ کیا کوئی زمین کے اس سرے سے اُس سرے تک ایسا متنفس ہے کہ قرآن شریف کے ان چمکتے ہوئے نوروں کا مقابلہ کر سکے۔ کوئی نہیں، ایک بھی نہیں۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۹ و صفحہ ۲۵۰ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱)

"کلیسا کی طاقت کا نسخہ" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

از مکرم اخوند فیاض احمد خان صاحب لاہور

اس الہام کی تاریخ نزول ۸ مئی ۱۹۰۶ء ہے اور یہ سب سے پہلے سلسلہ کے اخبارات بدر جلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء اور الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء میں شائع ہوا۔ اس الہام کی حکمت اور گہرائی کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ "کلیسا" سے کیا مراد ہے؟ اس ضمن میں یہ عاجز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرکۃ الآراء کتاب "حقیقۃ الوحی" سے ایک حوالہ پیش کرتا ہے جو یہ ہے۔

"قرآن شریف اس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں دجاّل ہے شیطان قرار دیتا ہے جیسا کہ وہ شیطان سے حکایت کر کے فرماتا ہے قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۔ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ۔ یعنی شیطان نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ میں اس وقت تک ہلاک نہ کیا جاؤں جب تک کہ وہ مردے جن کے دل مر گئے ہیں دوبارہ زندہ ہوں۔ خدا نے کہا۔ میں نے تجھے اس وقت تک مہلت دی سو وہ دجال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے وہ شیطان ہی ہے جو آخر زمانہ میں قتل کیا جائے گا۔ جیسا کہ دانیال نے بھی یہی لکھا ہے اور بعض حدیثیں بھی یہی کہتی ہیں اور چونکہ مظہر اتم شیطان کا نصرانیت ہے۔ اس لئے سورۂ فاتحہ میں دجال کا تو کہیں ذکر نہیں مگر نصاریٰ کے شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم ہے ...... اور اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ سے مراد جسمانی بعث نہیں۔ کیونکہ شیطان صرف اس وقت تک زندہ ہے جب تک کہ بنی آدم زندہ ہے۔ ہاں شیطان اپنے طور سے کوئی کام نہیں کرتا بلکہ بذریعہ اپنے مظاہر کے کرتا ہے۔ سو وہ مظاہر یہی انسان کو خدا بنانے والے ہیں۔ اور چونکہ وہ گروہ ہے اس لئے اس کا نام دجال رکھا گیا ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں دجال گروہ کو بھی کہتے ہیں ...... جن حدیثوں سے یہ پتہ لگتا ہے کہ آخری دنوں میں دجال تمام زمین پر محیط ہو جائیگا انہی حدیثوں سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ آخری دنوں میں کلیسا کی طاقت تمام مذاہب پر غالب آجائیگی۔"

(حقیقۃ الوحی صہ ۳۲۵)

حضور ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:-

"..... پھر ذکر کیا کہ آخری زمانہ میں غلبہ نصاریٰ کا ہوگا اور ان کے ساتھ طرح طرح کے فساد پھیلیں گے۔ اور ہر طرف سے امواج فتن اٹھیں گی۔ اور وہ ہر ایک بلندی سے دوڑیں گی۔ یعنی ہر ایک طور سے وہ اپنی قوت اور اپنا عروج اور اپنی بلندی دکھلائیں گی۔ ظاہری طاقت اور سلطنت میں بھی ان کی بلندی ہوگی..... اور علوم و فنون میں بھی ان کو بلندی حاصل ہوگی..... اور مکائد اور تدابیر اور حسن انتظام میں بھی بلندی ہوگی اور دنیوی جہات میں اور ان کے حصول کے لئے ان کی ہمتیں بلند ہونگی اور اشاعت مذہب کی جدوجہد اور کوشش میں بھی وہ سب سے فائق اور بلند ہوں گے۔ اور ایسا ہی تدابیر معاشرت اور تجارت اور ترقی، کاشتکاری، غرض ہر ایک بات میں ہر ایک قدم پر فائق اور بلند ہو جائیں گی..... یہی بھاری علامت اس آخری قوم کی ہے جس کا نام یاجوج ماجوج ہے۔ اور یہی علامت پادریوں کے اس گروہ پر فتن کی ہے جس کا نام دجال معہود ہے۔ اور چونکہ حدب زمین بلند کو کہتے ہیں۔ اس سے یہ اشارہ ہے کہ تمام زمینی بلندیاں ان کو نصیب ہوں گی۔ مگر آسمانی بلندی سے بے نصیب ہوں گے۔ اور اس مقام سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہی قوم یاجوج ماجوج باعتبار اپنے ملکی عروج کے یاجوج ماجوج سے موسوم ہے اور اسی قوم میں سے وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے ضلالت کے پھیلانے میں اپنی کوششیں انتہاء کو پہنچائی ہیں اور دجال اکبر سے موسوم ہوگئے۔ اور خداتعالیٰ نے ضلالت کے عروج کے ذکر کے وقت فرمایا کہ اس وقت نفخ صور ہوگا۔ اور تمام فرقے ایک ہی جگہ پر اکٹھے کئے جائیں گے"۔ (شہادت القرآن ص۱۵)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اوپر کی تحریرات الہام الٰہی

"کلیسا کی طاقت کا نسخہ"

کی پوری پوری تشریح کر دیتی ہیں یعنی

اوّل۔ "کلیسا" سے مراد عیسائی پادریوں کا گروہ، یا فتنۂ نصاریٰ ہے اور اسی فتنہ کا دوسرا نام دجال معہود اور فتنۂ یاجوج و ماجوج ہے۔

دوم۔ کلیسا کی طاقت کا راز مغربی اقوام کی بے نظیر دنیوی اور مادی ترقی وعروج میں ہے۔ یعنی یہ زبردست اور بظاہر ناقابل شکست مادی قوت و طاقت اور تمام معلومہ دنیا میں ان کا اثر و نفوذ ہی اصل میں

"کلیسا کی طاقت کا نسخہ"

ہے۔

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو تحریرات اس عاجز نے پیش کی ہیں، ان میں قرآن مجید اور احادیث نبوی کی روشنی میں یہ پیشگوئی بھی موجود ہے کہ

"خدا تعالیٰ نے ضلالت کے عروج کے ذکر کے وقت فرمایا کہ اس وقت نفخ صور ہوگا۔ اور تمام فرشتے ایک ہی جگہ پر اکٹھے کئے جائیں گے۔" (شہادت القرآن)

اب یہ عاجز قرآن مجید اور احادیث میں سے "کلیسا کی طاقت" کے بارہ میں پیشگوئیوں کا ذکر کرتا ہے

(ا) قرآن مجید میں سورۃ الکہف میں دو باغوں والے کی تمثیل میں جہاں عیسائی اقوام کی ترقی کے دوسرے دور کا ذکر ہے۔ وہاں اس دو باغوں والے شخص (جس سے مراد مسیحی اقوام ہیں۔ دیکھو تفسیر صغیر) کی ذہنیت اور اپنے مادی عروج کی وجہ سے غرور اور تکبر کی کیفیت ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔

وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ۝ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُّدِدْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا (الکہف ع ۵)

یعنی۔ اور (ایک دفعہ) وہ اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے اپنے باغ میں داخل ہوا (اور) اس نے (اپنے ساتھی سے) کہا (کہ) میں نہیں سمجھتا کہ یہ (میرا باغ) کبھی تباہ ہوگا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ (موعودہ تباہی کی) گھڑی کبھی آنے والی ہے اور اگر (بالفرض) مجھے میرے رب کی طرف لوٹا (بھی) دیا جائے تو میں (وہاں بھی) یقیناً اس سے بہتر ٹھکانا پاؤں گا۔" (تفسیر صغیر)

(ب) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں خروج کرنے والی اقوام یاجوج ماجوج یا دجال معہود کے بارے میں پیشگوئی فرمائی ہے۔

لا یدان لاحد لقتالھما۔ (صحیح بخاری)

کہ دنیا کی کوئی مادی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر پائے گی۔

قرآن مجید آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام اور پیشگوئی سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یاجوج و ماجوج، دجال یا کلیسا کی طاقت کا مقابلہ کسی ظاہری یا مادی قوت یا ہتھیار سے نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ روحانی اور آسمانی ہتھیاروں سے کیا جائے گا جس کے نتیجہ میں اسلام کی مخالف طاقتیں بکھر کر رہ جائیں گی۔ اور جلد ختم ہو جائیں گی۔ اسی امر پر دلالت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوسرا الہام کرتا ہے جو تذکرہ میں الہام

"کلیسا کی طاقت کا نسخہ"

کے میں بعد درج ہے اور وہ یہ الہام ہے۔
"کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں" (مطبوعہ بدر جلد ۲ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۶ء)
یعنی فتنہ کلیب و دجال کے استیصال کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیم شبی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ قوت و شوکت اور تمام دنیا پر حکومت و اقتدار کا ذریعہ یا نسخہ جو کلیسا کو آج حاصل ہے وہ الٹ کر خود اسی کی تباہی کا ذریعہ بن جائے گا۔ اور یاجوج و ماجوج یا دجالی اور کلیسائی طاقتیں بالآخر آپس کی پھوٹ اور جنگ و جدل کا شکار ہو کر صفحہ ہستی سے نابود کر دی جائیں گی۔ چنانچہ اس امر کی نہایت واضح طور پر تائید بعد کے الہام سے ہوتی ہے۔ جو بدر جلد ۲ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۶ء میں ہی شائع ہوا فرمایا۔

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الزَّلْزَلَةِ - إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا - وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا - يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا

یعنی انسانوں پر حیرت طاری ہو جائے گی کہ ان کے علوم اور تجارب کی حد سے باہر ظہور میں آئے گا۔ اس دن زمین اپنا قصہ بیان کرے گی کہ اس پر کیا آفت آئی۔ کیونکہ خدا اپنے رسول کو اس کے مافی الضمیر کا ترجمان بنائے گا۔ اور اس رسول کو وحی کرے گا کہ کس باعث سے یہ غیر معمولی آفت ظہور میں آئی۔ پھر خدا تعالیٰ مجھے فرماتا ہے کہ

"یہ سب نشان تیرے لئے زمین پر ظاہر کئے جائیں گے۔ تا زمین کے لوگ تجھے شناخت کرلیں۔" (بحوالہ تذکرہ ص۶۰۸ طبع دوم)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔
"میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا۔ اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر و توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے۔ اور جھوٹے خدا اپنے خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی۔ اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کروں۔ سو اب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزا چکھاوے۔ سو اب دونوں مریں گے۔ کوئی ان کو

بچا نہیں سکتا اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کرلیتی تھیں نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہوجائیں گے ...... قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہونگی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کردے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہیگا۔ اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کردے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

(بحوالہ تذکرہ صفحہ ۲۹۸ تا ۲۹۹ طبع دوم)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُرشوکت کلام سے جہاں ہمیں یہ علم ہوجاتا ہے کہ

"کلیسا کی طاقت کا نسخہ"

محض مکروفن، زمینی قوت اور اثر ہے۔ وہاں ہم پر یہ امر بھی روشن اور واضح ہوجاتا ہے کہ اس کے مقابل اسلام کی طاقت کا اصل راز آسمانی نشانوں اور سعید فطرت انسانوں کی روحانی استعدادوں میں پوشیدہ ہے اور آخری فتح اور دائمی غلبہ انشاء اللہ اسلام کو حاصل ہونے والا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ بالا عظیم الشان پیشگوئی (جو کلیسا کے مقابل عنقریب آنے والی فتح اسلام کے بارے میں ہے) کے تحت ہی حال میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اقوام عالم کو آئندہ بیس تیس سال میں رونما ہونے والے زبردست انقلابات سے خبردار کیا ہے۔ آپ نے ۱۹۶۷ء میں سفر یورپ کے دوران لنڈن میں کھڑے ہو کر ایک معرکۃ الآراء تقریر ارشاد فرمائی۔ ذیل میں یہ عاجز آپ کی اس تقریر کے چند اقتباس نقل کرتا ہے۔

"یاد رہے کہ اسلام کے غلبہ اور اسلامی صبح صادق کے طلوع کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں گو ابھی دھندلے ہیں لیکن اب بھی ان کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اسلام کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوگا۔ اور دنیا کو منور کرے گا۔ لیکن پہلے اس سے یہ واقع

ہونا ضروری ہے کہ دنیا ایک اور عالمگیر تباہی میں سے گزرے۔ ایک ایسی خونی تباہی جو بنی نوع انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر دنیا نے دنیا کی مستیاں اور خرمستیاں نہ چھوڑیں تو پھر یہ انذاری پیشگوئیاں ضرور پوری ہونگی۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی مصنوعی خدا دنیا کو موجودہ تباہیوں سے بچا نہ سکے گا"

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ کلیسائی اور دجالی قوتوں کی تباہی اور اسلام کے غلبہ کے متعلق پیشگوئیوں کے ضمن میں فرمایا:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری عالمگیر جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دو نو جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خون کے شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصرِ عظیم زمین پر آرہے گا"

نیز فرمایا:۔

"تیسری عالمگیر تباہی کی انتہاء اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہوگی۔ اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کرلیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہوسکتی ہے۔" (بحوالہ سالنامہ تحریک جدید جنوری ۱۹۶۷ء)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نہ صرف اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانہ کے عظیم ترین فتنہ یعنی کلیسا، اور اس کی طاقت کے راز سے ہمیں آگاہی بخشی۔ دجالیت اور کلیسا کی ظاہری قوت و شوکت بے شک مادی نگاہوں کو ناقابلِ شکست نظر آتی ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے خلفاء کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ بظاہر ناقابلِ تسخیر

"کلیسا کی طاقت کا نسخہ"

ایک جلد ہٹ جانے والی چیز بنا کر گویا ہمیں فی الحقیقت دکھا دیا ہے۔ محض اپنے کرم سے ہمیں وہ دائمی طاقت کا نسخہ تو یہ تو آسمانی نشانوں اور روحانی ہتھیاروں کا عطا کیا ہے جس کا وعدہ اس نے ۱۴۰۰ سال قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سورۃ الفاتحہ میں فرمادیا تھا فالحمد للہ علیٰ ذالک

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وعلیٰ عبدك المسیح الموعود وبارك وسلم

باہمی لین دین

از مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب چیمہ لائلپور

یہ مضمون اتنا اہم اور ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں اسے متعدد جگہوں پر وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بے شمار ارشادات کے ذریعہ مختلف مثالوں اور واقعات کے ذریعہ اسے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ (التطفیف)

کہ سودا سلف میں وزن کم کرکے دینے والوں کے لئے عذاب ہی عذاب ہے۔ ان کے لئے جو تول کر لیتے ہیں تو خوب پورا کرکے لیتے ہیں اور جب کوئی چیز دوسروں کو تول کر دیتے ہیں تو پھر وزن میں کمی کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ یقین نہیں کرتے کہ وہ زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے باہمی لین دین میں صفائی اور دیانتداری کو اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس سے روگردانی کرنے والوں کے انجام کو بیان کرکے اس معاملہ کی اہمیت کو ہمارے سامنے رکھا ہے کہ معمولی سے لالچ اور فائدہ کی خاطر انسان اتنے بڑے گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے کہ انجام کار خدا کے عذاب کا مورد بن جاتا ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۝ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ (الشعرا)

اے لوگو! پیمانہ پورا (بھر کر) دیا کرو۔ اور دوسروں کو نقصان پہنچانے والے مت بنو۔ اور سیدھے ترازو سے تولا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں (ان کے حق سے) کم نہ دیا کرو۔

اسی طرح فرمایا:۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ

وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل)
جب تم کسی کو کچھ ماپ کر دینے لگو تو ماپ پورا دیا کرو۔ اور جب تول کر دیا کرو تو بھی سیدھے ترازو کے ساتھ تول کر دیا کرو۔ یہ بات سب سے بہتر اور انجام کے لحاظ سے سب سے اچھی ہے۔

اکثر لوگ نفسا نفسی کی مرض میں مبتلا ہو کر اپنے لئے ہر چیز کو جمع کرنے اور دوسروں کو ہر چیز سے محروم کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے سخت انداز فرمایا اور مومنوں کو اس سے بچنے کی بار بار تلقین کی ہے۔ اسلام نے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کہہ کر تمام مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ اور اس نفسا نفسی کی مرض کو جڑھ سے کاٹ کر حکم دیا کہ سچے مسلمانوں کا فرض ہے کہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہی اپنے بھائیوں کے لئے پسند کریں۔ یہ نہ ہو کہ اپنے لئے تو اور پیمانہ ہو اور دوسروں کے لئے اور

باہمی لین دین میں بددیانتی جب حد سے بڑھ جائے اور قومی بُرائی کی صورت اختیار کر جائے تو پھر قوم خدا تعالےٰ کے عذاب کا موجب بن کر تباہ ہو جاتی ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اور دولت پھر اسے نہیں بچا سکتی۔ اصحاب الایکہ میں جب یہ مرض حد سے بڑھ گیا تو خدا تعالےٰ نے شرک کے علاوہ خاص طور پر اس مرض کو دور کرنے کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان میں مبعوث کیا۔ آپ نے انہیں تجارت میں دھوکا اور فریب سے کام لینے اور بددیانتی کرنے اور اس طرح لوگوں کو لوٹنے سے ہر ممکن طور سے منع کرنے کی کوشش کی۔ مگر وہ لوگ جنہیں حرام مال کھانے کی چاٹ لگ گئی تھی۔ بجائے نصیحت حاصل کرنے کے اس مرض میں اور بڑھ گئے۔ اور آخر وہ وقت آگیا جب ان کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور آسمان سے عذاب کے فرشتے ان کی تباہی کے لئے نازل ہو گئے اور وہ قوم ایسی تباہ ہوئی کہ آئندہ آنے والوں کے لئے عبرت کا موجب بن گئی۔

افسوس ہے کہ یہ مرض اس زمانہ میں بھی زوروں پر ہے اور دیانت ہمارے ملک سے اس حد تک اٹھ چکی ہے کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ دوسرے کو جس حد تک ممکن ہو لوٹے اور نقصان پہنچائے۔ گاہک چاہتے ہیں کہ دوکاندار کم قیمت وصول کریں اور دوکاندار اس کا علاج یہ سوچتے ہیں کہ وہ ناقص اور گندی چیزیں کم قیمت پر گاہک کو دے دیتے ہیں۔ غرض خرید و فروخت میں بالعموم دیانت سے کام نہیں لیا جاتا۔ یہ خیال کہ صرف بے ایمانی سے روپیہ کمایا جا سکتا ہے اول درجہ کا احمقانہ خیال ہے۔ صحابہ کو دیکھئے وہ سراسر دیانت کو ملحوظ رکھتے تھے۔ مگر پھر بھی ان کے اموال میں اللہ تعالےٰ نے اتنی برکت دی کہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی وفات کے بعد ان کا بچا کھچا روپیہ دو کروڑ نکلا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف دین کے لئے قربانی کرنے والے تھے لیکن اس کے باوجود دو کروڑ روپیہ بچ گیا تھا جو آجکل دو ارب کے برابر ہے اسی طرح تاریخوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص ایک گھوڑے کو فروخت کرنے کیلئے بازار لایا اور اس نے اس کی قیمت پانچ سو درہم بتائی۔ ایک صحابی نے اس گھوڑے کو دیکھا اور اسے پسند کیا اور کہا کہ میں اس کی قیمت پانچ سو نہیں بلکہ پانچ ہزار درہم دوں گا کیونکہ یہ گھوڑا نہایت اعلےٰ قسم کا ہے۔ اس کی قیمت اتنی تھوڑی نہیں جتنی تم بتاتے ہو اس پر گھوڑا بیچنے والے نے ضد کی کہ میں پانچ سو درہم ہی لوں گا اور خریدنے والا اصرار کرنے لگا کہ میں دو ہزار درہم دونگا۔

اس واقعہ پر غور فرمائیں اور دیکھیں کہ آج اس سے کتنا الٹ نظارہ دنیا میں نظر آتا ہے۔ وہاں تو یہ تھا کہ چیز خریدنے والا قیمت بڑھاتا تھا اور چیز بیچنے والا قیمت گراتا تھا اور یہاں یہ حال ہے کہ دو دو آنے کی چیز بعض دفعہ دس روپے میں فروخت ہوتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ خریدار بھی دوکانداروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں۔ اور دوکاندار بھی گاہکوں کو فریب اور دھوکا سے گندی چیزیں نہ دیں۔ اور نہ ماپ تول میں انہیں نقصان پہنچائیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچا اور ایماندار سوداگر قیامت کے روز شہیدوں کے ہمراہ ہوگا (ابن ماجہ) اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور کا گزر ایک اناج کے تولنے والے کے پاس سے ہوا۔ غلّہ کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ آپؐ نے اس میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو غلّہ اندر سے تر تھا۔ حضور نے فرمایا دھوکے باز آدمی کا ہم سے کوئی تعلق نہیں (ابن ماجہ)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قرض لینے اور اس کی ادائیگی کے متعلق بھی مختلف مواقع پر نصائح فرمائی ہیں چنانچہ حضرت امام حارثیؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا حق مارے گا۔ اللہ تعالےٰ اس پر جنت حرام کردے گا اور دوزخ کو اس کے لئے واجب کردے گا۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر تھوڑی سی چیز ہو تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر پیلو کے درخت کی ایک مسواک ہوگی تب بھی یہی صورت ہے (ابن ماجہ)

حضرت صہیب فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی سے یہ نیت کرکے قرض لے کہ وہ ادا نہیں کرے گا تو وہ قیامت کے روز چور بنکر اللہ تعالےٰ سے ملاقات کرے گا (ابن ماجہ) پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرض کی وصولی کے سلسلہ میں محتاج کو مہلت دینے اور درگذر سے کام لینے کی بھی تلقین فرمائی ہے۔ فرمایا جو شخص محتاج قرضدار کو مہلت دے گا اسے ہر روز ایک صدقہ کا ثواب ہوگا۔ اور جو شخص یہ

مہلت گزرنے کے بعد بھی مہلت دیتا رہے گا۔ اس کو ہر روز کل قرضہ کے صدقہ کا ثواب ہوتا رہے گا۔ (ابن ماجہ)

دراصل قومی تباہی کا بہت بڑا سبب یہی ہے۔ کہ لین دین کے معاملات میں احتیاط سے کام نہیں لیا جاتا۔ قرض دیتے وقت تو دوستی اور محبت کے خیال سے نہ میعاد مقرر کی جاتی ہے اور نہ اسے ضبط تحریر میں لایا جاتا ہے اور جب روپیہ ادا ہوتا دکھائی نہیں دیتا تو لڑائی جھگڑا شروع کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نوبت مقدمات تک پہنچ جاتی ہے اور دوستی دشمنی میں تبدیل ہو کر رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس کے تعلقات کو خراب مت کرو۔ اور قرض لیتے وقت اور دیتے وقت ہماری ان دو ہدایات کو ملحوظ رکھو۔

اوّل یہ کہ جب تم کسی سے قرض لو تو اس سے قرض کی ادائیگی کا وقت مقرر کر لو۔

دوم۔ روپیہ کا لین دین ضبط تحریر میں لاؤ۔

اس شرط کا ایک بڑا فائدہ تو یہ ہوگا کہ مقروض کو یہ احساس رہے گا کہ فلاں وقت سے پہلے پہلے میں نے قرض ادا کرنا ہے۔ اور وہ اس کی ادائیگی کے لئے جدوجہد کرتا رہے گا۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ قرض لینے والا ایک معین مدت تک اطمینان کی حالت میں رہے گا۔ اور اسے یہ خدشہ نہیں ہوگا کہ نہ معلوم قرض دینے والا مجھ سے کب روپیہ واپس مانگ لے۔ غرض اس میں قرض دینے والے کا بھی فائدہ ہے اور لینے والے کا بھی۔

افسوس ہے کہ ہم ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ نہ تو قرض دیتے وقت دوستی اور محبت کے نقطہ نگاہ سے کوئی مدت مقرر کرتے ہیں۔ اور نہ اسے ضبطِ تحریر میں لاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور تلخ نتائج سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

پھر حکم یہ ہے کہ وہ تحریر لکھوائے جس کے ذمہ حق ہے۔ یعنی روپیہ لینے والے کو چاہیئے کہ وہ خود تحریر لکھوائے اور اس میں یہ حکمت ہے کہ تا کہ اس کی زبان کا اقرار موجود رہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تحریر چونکہ اس کے پاس رہنی ہوتی ہے جس نے روپیہ دیا ہے۔ اس لئے اس کے لئے یہ موقعہ ہے کہ دیکھ لے کہ کوئی غلطی تو نہیں ہوئی۔

پھر ایک حکم یہ دیا کہ لکھتے وقت کوئی چیز اس قرض میں سے کم نہ کرے بلکہ بالکل صحیح لکھوائے۔ نیز اس کے لئے دو گواہ (من رجالکم) بنا لئے جائیں۔ یعنی اپنے واقف آدمیوں میں سے جن پر تمہیں اعتماد ہو اور جنہیں ضرورت کے وقت تم آسانی سے بلا سکتے ہو۔ اگر دو مرد نہ ملیں تو پھر ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنا لیا کرو۔ تاکہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے۔

پھر گواہوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ جب گواہی کے لئے بلائے جائیں۔ تو وہ انکار نہ کریں

اور خواہ کسی فریق کی ناراضگی کا ہی خطرہ ہو پھر بھی سچی سچی بات بیان کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے متعلق مطمئن ہو کہ اسے بلا رہن روپیہ دے دے۔ تو وہ شخص جسے روپیہ دیا گیا ہے اور جسے امین چنا گیا ہے اس کا فرض ہے کہ دوسرے کے مطالبہ پر روپیہ بلا حجت واپس کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ کا تقوےٰ اختیار کرے۔

اس جگہ قرض کو امانت قرار دیا گیا ہے جس میں یہ حکمت ہے کہ دنیا میں عام طور پر امانت کی ادائیگی تو ضروری سمجھی جاتی ہے لیکن قرض کی ادائیگی میں ناواجب تساہل اور غفلت سے کام لیا جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرض بھی امانت ہی کی ایک قسم ہے۔ کیا صرف اس وجہ سے کہ اس کے استعمال کی تم کو اجازت دی جاتی ہے۔ اور تم پر احسان کیا جاتا ہے۔ تم اس کی ادائیگی میں سستی کرتے ہو۔ آخر امانت اور قرض میں کیا فرق ہے۔ یہی کہ امانت ایسی حالت میں رکھوائی جاتی ہے جبکہ امین کو ضرورت نہیں ہوتی۔ اور قرض اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ اسے ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں قرض لینے والے پر دوسرے کا احسان ہوتا ہے۔ اور اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ وقت پر خندہ پیشانی سے قرض ادا کر دے۔

ضمنی طور پر اس آیت سے ہر قسم کی امانتوں کی حفاظت اور ان کی بروقت ادائیگی کا بھی ایک عام سبق ملتا ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی ایک اور آیت

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۔ (سورہ مومنون)

میں بھی اشارہ اور نصیحت فرمائی ہے کہ تمدنی معاملات کی اہم شاخ دوسرے کے پاس امانت رکھوانا بھی ہے۔ پس نہ صرف قرض کے معاملات میں بلکہ امانت کے معاملہ میں بھی تمہیں تقوےٰ اللہ سے کام لینا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ امانت لینے والا آئے اور تم واپسی میں پس و پیش کرنے لگ جاؤ۔

پھر اللہ تعالیٰ ایک اور نصیحت کرتا ہے کہ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ تم آپس کے لین دین کے معاملات میں ہمیشہ سچی بات کیا کرو اور کبھی کسی گواہی کو چھپانے کی کوشش نہ کیا کرو۔ ورنہ تمہارا دل گنہگار ہو جائے گا۔ اور جب دل گندہ ہو گیا تو تم میں نور ایمان کہاں باقی رہے گا۔ اس آیت میں صرف گواہوں کی تخصیص نہیں کی گئی ہے بلکہ وہ تمام افراد جو کسی معاملہ میں شریک ہوں ان سب کو توجہ دلائی گئی ہے کہ تم میں سے ایک فرد بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو جھوٹ بولنا یا جھوٹی گواہی دینا تو الگ رہا سچی گواہی کو بھی چھپانے کی کوشش کرے۔ ورنہ تم دنیوی فائدہ تو ممکن ہے حاصل کر لو۔ لیکن تم سے نیکیوں کی توفیق چھین لی جائے گی اور تمہارا دل سیاہ ہو جائے گا۔ غرض تمدنی مشکلات کے حل کے لئے اسلام نے ان آیات میں نہایت جامع ہدایات دی ہیں۔ اگر مسلمان ان احکام پر عمل کریں تو

وہ کئی قسم کے جھگڑوں اور فسادات سے بچ سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

" ادائے قرض اور امانت کی ادائیگی میں بہت کم لوگ صادق نکلتے ہیں اور لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ نہایت ضروری امر ہے۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس پر قرضہ ہوتا تھا۔ دیکھا جاتا ہے کہ جس التجا اور خلوص کے ساتھ لوگ قرض لیتے ہیں اس طرح خندہ پیشانی کے ساتھ واپس نہیں کرتے بلکہ واپسی کے وقت ضرور کچھ نہ کچھ تنگی ترشی واقع ہوجاتی ہے۔ ایمان کی سچائی اسی سے پہچانی جاتی ہے۔" (بدر جلد ۶ ستمبر ۱۹۰۷ء)

ان تمام ارشادات میں ہمیں یہ تلقین کی گئی ہے کہ ہم باہمی لین دین میں امانت و دیانت اور عدل و انصاف کو ملحوظ رکھیں۔ ایفائے عہد اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو احسن رنگ میں ادا کرنے والے ہوں۔ بد دیانتی۔ خیانت اور بخل اور کسی کا حق مارنے سے پرہیز کریں اور اس طرح اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات پر عمل کر کے اللہ تعالےٰ کے انعامات کے وارث بنیں۔ اور اس کی رضا اور اس کی خوشنودی کو حاصل کریں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

امین اور دیانتدار کی تعریف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" دیانت اور امانت انسان کی طبعی حالتوں میں سے ایک حالت ہے۔ جس کو وہ بے اختیار ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے وہ حرکت اس کے خلق میں داخل نہیں ہو سکتی۔ گو انسان کی سرشت میں اصل جڑھ خلق دیانت و امانت کی وہی ہے۔ جیسا کہ بچہ اس غیر معقول حرکت سے متدین اور امین نہیں کہلا سکتا۔ ایسا ہی وہ شخص بھی اس خلق سے متصف نہیں ہوسکتا جو اس طبعی حالت کو محل پر استعمال نہیں کرتا۔ امین اور دیانتدار بننا بہت نازک امر ہے جب تک انسان تمام پہلو بجا نہ لاوے امین اور دیانتدار نہیں ہو سکتا۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

درس الحدیث

ذکرِ الٰہی کی فضیلت اور دُعا کی اہمیت

ذیل میں بعض احادیث درج کی جاتی ہیں جن میں ذکر الٰہی کی فضیلت اور دعا کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

(۱)

عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکرہ مثل الحیّ و المیّت ورواہ مسلم فقال مثل البیت الذی یُذکر اللہ فیہ والبیت الذی لا یُذکر اللہ فیہ مثل الحیّ والمیّت۔

(بخاری کتاب الدعوات باب فضل الذکر اللہ تعالیٰ ص ۹۴۸/۲)

ترجمہ۔ حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مُردہ کی طرح ہے یعنی جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالےٰ کا ذکر نہیں ہوتا۔ ان کی مثال زندہ اور مُردہ کی طرح ہے۔

(۲)

عن ابی ذرٍّ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یُصبح علیٰ کل سلامیٰ من احدکم صدقۃ فکل تسبیحۃ صدقۃ ۔ وکل تحمیدۃ صدقۃ وکل تھلیلۃ صدقۃ وکل تکبیرۃ صدقۃ وامر بالمعروف صدقۃ ونھی عن المنکر صدقۃ ویُجزی من ذالک رکعتان یرکعھما من الضحیٰ ۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ

باب استحباب الصلوٰۃ الضحیٰ (۲۷۷/۱-۱)

ترجمہ:- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جسم کا ہر عضو نیکی اور صدقہ میں شامل ہو سکتا ہے۔ ہر تسبیح صدقہ ہے۔ الحمدللہ کہنا صدقہ ہے۔ لا الٰہ الّا اللہ کہنا صدقہ ہے۔ تکبیر کہنا صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے۔ برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے اور چاشت کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا ان سب نیکیوں کے برابر ہے۔

~~~~(۳)~~~~

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ما یقال فی الرکوع والسجود ۱۹۱/۱-۱)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو۔ اس لئے سجدے میں بہت دعا کیا کرو۔

~~~~(۴)~~~~

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال استاذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی العمرۃ فاذن لی وقال لا تنسنا یا اُخی من دعائک فقال کلمۃ ما یسرنی ان لی بھا الدنیا۔

{ترمذی کتاب الدعوات ۱۹۵/۲
مسند احمد ۲۹/۱ و ۵۹/۲}

ترجمہ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمرہ کے لئے میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا میرے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے حضور کی اس بات سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس کے بدلے مجھے ساری دنیا مل جاتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔

(۵)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث دعوات مستجابات لا شک فیھن دعوۃ المظلوم ودعوۃ المسافر ودعوۃ الوالد علیٰ ولدہٖ

(ترمذی کتاب الدعوات باب ما ذکر فی دعوۃ المسافر ص۱۸۲/۲)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں بلا شک قبول ہوتی ہیں۔ مظلوم کی دعا۔ مسافر کی دعا۔ اور باپ کی بیٹے کے خلاف دعا۔

(۶)

عن جابر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ

(ترمذی کتاب الدعوات باب دعوۃ المسلم مستجابۃ ص۱۷۲/۲)

ترجمہ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہترین ذکر کلمہ توحید ہے۔ یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور بہترین دعا الحمد للہ ہے۔

(۷)

عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ وسلم الا ادلک علیٰ کنزٍ من کنوز الجنۃ؟ فقلت بلیٰ یا رسول اللہ قال لا حول ولا قوۃ الا باللہ

(بخاری کتاب الدعوات باب قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ ص۹۴۹/۲)

ترجمہ۔ حضرت ابوموسےٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ بتاؤں؟ مَیں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ضرور بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا لاحول پڑھا کرو۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی مدد کے سوا نہ مجھ میں برائیوں سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکیوں کے کرنے کی قوت۔

(۸)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قلما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقوم من مجلس حتی یدعوا بھؤلاء الدعوات ۔ اللّٰھم اقسم لنا من خشیتك ما تحول بہ بیننا وبین معصیتك ومن طاعتك ما تبلغنا بہ جنتك ومن الیقین ما تھون بہ علینا مصائب الدنیا اللّٰھم متعنا باسماعنا وابصارنا وقوتنا ما احییتنا، واجعلہ الوارث منّا، واجعل ثارنا علیٰ من ظلمنا وانصرنا علیٰ من عادانا ولا تجعل مصیبتنا فی دیننا، ولا تجعل الدنیا اکبر ھمنا ولا مبلغ علمنا ولا تسلط علینا من لا یرحمنا۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب فی جامع الدعوات ص۱۸۹)

ترجمہ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب کبھی کسی مجلس سے اٹھتے تو آپ دعا کرتے ۔ اے میرے اللہ تو ہمیں اپنا خوف عطا کر جو ہمارے اور گناہوں کے درمیان روک بن جائے ۔ اور ہم سے تیری نافرمانی سرزد نہ ہو اور ہمیں اطاعت کا وہ مقام عطا کر جس کی وجہ سے تو ہمیں جنت میں پہنچا دے اور اتنا یقین بخش کہ اس کی وجہ سے دنیا کے مصائب ہم پر آسان ہو جائیں ۔ اے میرے اللہ ! ہمیں اپنے کانوں اپنی آنکھوں اور اپنی طاقتوں سے زندگی بھر صحیح صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق دے ۔ اور ہمیں اس بھلائی کا وارث بنا ۔ جو ہم پر ظلم کرے اس سے ہمارا انتقام لے جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے اس کے برخلاف ہماری مدد فرما ۔ اور دین میں کسی ابتلاء کے آنے سے بچا ۔ اور ایسا کر کہ دنیا ہمارا سب سے بڑا غم اور فکر نہ ہو اور نہ یہ دنیا ہمارا مبلغ علم ہو ۔ یعنی ہمارے علم کی پہنچ صرف دنیا تک ہی محدود نہ ہو اور ایسے شخص کو ہم پر مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے اور مہربانی سے پیش نہ آئے ۔

اہم مرکزی اعلانات

مجالس انصار اللہ ضلع تھرپارکر کے نام

محترم قائمقام نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا پیغام

مورخہ ۱۷-۱۸ وفا/ جولائی ۱۳۴۹ ہش کو مجالس انصار اللہ ضلع تھرپارکر کا تربیتی اجتماع بمقام محمد آباد اسٹیٹ منعقد ہوا۔ محترم مولانا ابو العطاء صاحب قائمقام نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے اس موقعہ پر انصار کو جو پیغام بھجوایا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

اللہ کے دین کے انصار بھائیو!

خوشی کی بات ہے کہ آپ لوگ پھر ایک دفعہ دین حنیف کی سربلندی کی غرض سے اجتماع کر رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے تمام اعمال کو قبول فرمائے اور دلوں کو اپنے انوار سے بھر دے آمین۔

اسلام کو اس وقت ایسے جانثاروں کی بہت ضرورت ہے جو تن من دھن ہر چیز کو اشاعتِ اسلام کے لئے وقف کر دیں اور ہمہ وقت اسی مقصد کے لئے مصروف رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس غرض کو پورا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ قائم ہوئی ہے۔ جماعت میں انصار سب سے زیادہ ذمہ وار ہیں اور اپنے اپنے گھرانے میں خاندان کے سرپرست ہونے کے لحاظ سے بھی ہماری نسلیں ہمارے نمونوں کی پیروی کریں گی۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے بڑی احتیاط سے قدم اٹھائیں تاکہ نئی نسل کی صحیح تربیت ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق بخشے آمین۔

تربیت اور اشاعت کا کام محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے عاجزانہ دعاؤں کی اشد ضرورت ہے اس کی طرف آپ توجہ فرمادیں۔

اس وقت ہمارے صدر صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ علیل ہیں۔ ابھی ان

کی صحت پوری طرح ترقی نہیں کر رہی۔ ان کی علالت کی وجہ سے سلسلہ کے متعدد کاموں پر اثر بھی پڑ رہا ہے۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ اس اجتماع کے موقعہ پر آپ صاحبان جہاں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور سلسلہ کے جملہ مقاصد کے لئے دعا فرمادیں وہاں حضرت صدر صاحب مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی کامل شفایابی کے لئے بھی دعا فرمادیں۔ ہم سب ہی اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے ہر لحظہ محتاج ہیں۔

اللھم علیک توکلنا و الیک المصیر

والسلام

ابوالعطاء قائمقام نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

تجاویز برائے شوریٰ انصار اللہ

مرکزی سالانہ اجتماع کے موقعہ پر مجلس شوریٰ انصار اللہ بھی انعقاد پذیر ہوتی ہے۔ اس شوریٰ میں مجلس انصار اللہ کی ترقی کے بارے میں مفید تجاویز پر غور کیا جاتا ہے۔ شوریٰ کے لئے ایجنڈا سالانہ اجتماع سے کم ازکم ایک ماہ پہلے تیار کر کے غور کے لئے مجالس کو بھجوایا جاتا ہے۔ مجلس کی ترقی کے لئے راہیں سوچنا ہر مجلس کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ مجلس کی بہتری کے لئے تجاویز سوچیں۔ اور ان کو اپنی مجلس عاملہ کی منظوری سے معین الفاظ میں خوشخط لکھ کر جلد دفتر مرکزیہ میں بھجوادیں۔ مرکز میں تجاویز بھجوانے کے لئے آخری تاریخ ۲۴ تبوک / ستمبر رکھی گئی ہے۔ مجالس کوشش کریں کہ اس سے پہلے پہلے اپنی تجاویز مرکز میں حسب قواعد بھجوادیں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

سالانہ اجتماع انصار اللہ

مجلس انصار اللہ کی جملہ مدات میں سے "چندہ سالانہ اجتماع" کی مد دوسری مدات کی نسبت کمزور چلی آرہی ہے۔ ہر سال اجتماع کے اخراجات قرض لے کر پورے کرنے پڑتے ہیں۔ اگر عہدہ داران انصار اللہ اس عزم کے ساتھ آگے بڑھیں کہ اس سال سالانہ اجتماع کے جملہ اخراجات انہیں سالانہ اجتماع کے چندہ سے ہی پورے کرنے ہیں۔ یہ کوئی مشکل امر نہیں۔ صرف توجہ اور ہمت کی ضرورت ہے اس لئے میں جملہ اراکین انصار اللہ سے عموماً اور عہدہ داران سے خصوصاً یہ درخواست کرونگا کہ وہ اس دینی اجتماع کے اخراجات کو پورا کرنے میں مرکز کے ساتھ تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

نصاب امتحان انصار اللہ برائے سہ ماہی سوم و چہارم

معیار اول سہ ماہی سوم:- تاریخ امتحان ۱۱ تبوک/ستمبر برائے ربوہ ۳۰ تبوک/ستمبر برائے بیرونجات

نصاب ۱۔ ترجمہ قرآن کریم نصف آخر پارہ ۱۱

۲۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۵ دلائل

سہ ماہی چہارم۔ تاریخ امتحان ۱۱ر فتح/دسمبر برائے ربوہ ۱۳ر فتح/دسمبر برائے بیرونجات

نصاب۔ ۱۔ توضیح مرام ۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۳ الہامی دعائیں

معیار دوم:- سہ ماہی سوم۔

۱۔ قرآن کریم ناظرہ یا یسرنا القرآن سنانا

۲۔ سورۃ الفیل کا زبانی ترجمہ

۳۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کم از کم ۳ دلائل

" سہ ماہی چہارم:- ۱۔ کتاب توضیح مرام کا مضمون زبانی

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۳ الہامی دعائیں

(قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ)

مرکزی اجتماع انصار اللہ
کی تاریخوں میں تبدیلی

ماہ اخاء/ اکتوبر میں ملکی انتخابات ہونے کی وجہ سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا پندرھواں سالانہ اجتماع مورخہ ۲۴ ، ۲۵ ۔ ۲۶ ، اخاء بروز ہفتہ ' اتوار اور سوموار منعقد ہوگا۔ اب یہ انتخابات ماہ فتح/ دسمبر تک ملتوی ہوچکے ہیں۔ اس لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ انصار اللہ کا پندرھواں سالانہ مرکزی اجتماع ۲۴ ، ۲۵ ۔ ۲۶ ، اخاء بروز ہفتہ ' اتوار اور سوموار کی بجائے

۲۳ ، ۲۴ ۔ ۲۵ ، اخاء/ اکتوبر بروز جمعہ ' ہفتہ اور اتوار

ربوہ میں منعقد ہوگا انشاء اللہ العزیز۔

تبدیلی صرف ایک روز کی ہے۔ مجالس اس کو نوٹ فرمالیں۔ نیز کوشش فرمادیں کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس بابرکت اجتماع میں شامل ہوکر استفادہ فرمادیں۔

قائمقام نائب صدر
مجلس انصار اللہ مرکزیہ

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی دوم ۱۹۷۰ء / ۱۳۴۹ ہش

مورخہ ۱۲ احسان/جون کو اراکین انصار اللہ کا امتحان منعقد ہوا۔ جس میں معیار اول کا نصاب فتح اسلام، آیت استخلاف کا ترجمہ اور مختصر تشریح تھا اور معیار دوم میں کتاب فتح اسلام کا مضمون زبانی، خلافت کی اہمیت زبانی سنانا تھا۔ اس امتحان میں کل ۵۴۸ احباب شامل ہوئے۔ اس سہ ماہی میں مکرم سید بہاول شاہ صاحب رکن مجلس انصار اللہ لاہور اول اور شیخ مبارک احمد صاحب لاہور اور مسعود احمد صاحب خورشید کراچی دوم قرار پائے۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ آمین

(حبیب اللہ خان قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ)

نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
	نوشہرہ چھاؤنی		۱۱	مکرم حیات محمد صاحب	B	۲۵	مکرم میجر نذیر احمد صاحب	A
۱	مکرم ڈاکٹر مرزا عبد القیوم صاحب	B	۱۲	" چوہدری منور احمد صاحب	A	۲۶	" چوہدری نذیر احمد صاحب	A
۲	" مرزا حفیظ احمد صاحب	A	۱۳	" عطاء الرحمٰن صاحب	A	۲۷	" محمد حمید احمد صاحب	A
	سیالکوٹ شہر		۱۴	" مولوی نواب الدین صاحب	A	۲۸	" چوہدری عبد المجید صاحب	A
۳	مکرم محمد اقبال صاحب	B	۱۵	" مسعود احمد صاحب خورشید	A	۲۹	" حافظ عبد الغفور صاحب	A
	بہاولنگر شہر		۱۶	" ملک نصیر احمد صاحب	A	۳۰	" مولوی عبد الحمید صاحب	A
۴	" رانا محمد خان صاحب ایڈووکیٹ	A	۱۷	" عطاء اللہ خالق صاحب	A	۳۱	" مرزا عبد الرحمٰن صاحب	A
۵	" چوہدری غلام نبی صاحب	A	۱۸	" شیخ ضیاء الحق صاحب	A	۳۲	" کمانڈر محمد سلیم احمد صاحب	A
۶	" شیخ اقبال الدین صاحب	A	۱۹	" محمد یوسف صاحب انجینئر	A	۳۳	" سردار محمد بشیر احمد صاحب	A
۷	" محمد عباس فاروقی صاحب	A	۲۰	" محمد شفیع صاحب نجیب آبادی	A	۳۴	" جی ایم دائی پٹیل صاحب	B
۸	" ملک دوست محمد صاحب	A	۲۱	" محمد سعید صاحب	B	۳۵	" چوہدری فضل الرحمٰن صاحب	B
	کراچی		۲۲	" عبد الکریم صاحب	A	۳۶	" ماسٹر غلام یاسین صاحب	A
۹	" احمد الدین صاحب	A	۲۳	" عبد المجید صاحب بھٹی	A	۳۷	" محمد عبد اللہ جہر صاحب	A
۱۰	" یوسف علی صاحب	B	۲۴	" ملک مبارک احمد صاحب	A	۳۸	" صوبیدار برکت علی صاحب	A

۳۹	مکرم مرزا سردار محمد صاحب	B
۴۰	" ملک سعید احمد صاحب	A
۴۱	" " عبدالحکیم خان صاحب	A
۴۲	" چوہدری احمد مختار صاحب	A
۴۳	" محمد اکرم صاحب باجوہ	A
۴۴	" آفتاب احمد صاحب بسمل	A
۴۵	" ڈاکٹر محمد اسحٰق صاحب	B
۴۶	" مفتی محمد حسین صاحب	B
۴۷	" سید نذیر احمد صاحب	A
۴۸	" محمد دلشاد خان صاحب	A
۴۹	" شیخ رحمت اللہ صاحب پنشنر	A
۵۰	" سید شفیق حسن صاحب	B
۵۱	" بشیر احمد صاحب	B
۵۲	" کرم دین صاحب (چک)	B
۵۳	" چوہدری بشیر احمد صاحب	B
۵۴	" سید عبدالکریم صاحب	A
۵۵	" محمد شفیع صاحب ہاشمی	A
۵۶	" مولوی محمد نواز صاحب کنگی	A
۵۷	" میجر سید محمود احمد صاحب بخاری	A
۵۸	" احسان اللہ خان صاحب	A
۵۹	" میر محمد یوسف صاحب	A
۶۰	" مولوی عبدالمجید صاحب	A
۶۱	" مرزا احمد حسین صاحب	A

ربوہ

۶۲	مکرم محمد اقبال حسین صاحب	A
۶۳	" ناصر احمد صاحب	A
۶۴	" عطاء اللہ خان صاحب	A

۶۵	مکرم محمد یوسف صاحب افریقی	A
۶۶	" ماسٹر عبدالکریم صاحب	A
۶۷	" ملک فضل الدین صاحب	A
۶۸	" چوہدری فضل احمد صاحب	A
۶۹	" احمد علی صاحب	A
۷۰	" حکیم عبدالرحمٰن شاہ صاحب	A
۷۱	" محمد فاضل صاحب	A
۷۲	" کیپٹن محمد سعید صاحب	A
۷۳	" سید عبدالسلام صاحب	A
۷۴	" مختار احمد صاحب ہاشمی	A
۷۵	" رمضان علی صاحب	A
۷۶	" عبدالرحمٰن صاحب جنید ہاشمی	A
۷۷	" عطاء اللہ خان صاحب بھٹی	B
۷۸	" ماسٹر حمید احمد صاحب	A
۷۹	" چوہدری محمد احمد صاحب	B
۸۰	" منشی سردار محمد صاحب	B
۸۱	" ملک احمد خان صاحب	B
۸۲	" حسن محمد صاحب دوکاندار	B
۸۳	" عبدالقیوم صاحب	B
۸۴	" محمد اسمٰعیل صاحب اسلم	A
۸۵	" عبدالرؤف صاحب	A
۸۶	" چوہدری مظفر حسین صاحب	A
۸۷	" نذیر احمد صاحب	B
۸۸	" محمد اسمٰعیل صاحب	A
۸۹	" بشیر احمد صاحب بھیروی	A
۹۰	" چوہدری رحمت علی صاحب	A
۹۱	" " عبدالکریم صاحب	B

۹۲	مکرم ظفر احمد خان صاحب	B
۹۳	" محمد شریف صاحب ہاشمی	A
۹۴	" چوہدری عبداللہ صاحب	A
۹۵	" قاری محمد امین صاحب	B
۹۶	" حکیم سید عبدالہادی صاحب	B
۹۷	" حاجی رشید احمد صاحب	B
۹۸	" ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب	A
۹۹	" چوہدری محمد ابراہیم رشید صاحب	A
۱۰۰	" " محمد لطیف صاحب	A
۱۰۱	" اللہ بخش صاحب	A
۱۰۲	" قاضی عبدالسلام صاحب	A

ساہی وال

۱۰۳	مکرم مرزا احمد بیگ صاحب	A

لائل پور شہر

۱۰۴	" محمد طفیل صاحب	A
۱۰۵	" محمد یعقوب صاحب	B
۱۰۶	" عبدالمجید صاحب آصف	A
۱۰۷	" قریشی محمد عبداللہ صاحب	A
۱۰۸	" بشیر احمد صاحب قریشی	B
۱۰۹	" محمد شریف صاحب "	B
۱۱۰	" ایم عیسیٰ خان صاحب	B
۱۱۱	" صالح محمد صاحب	B
۱۱۲	" ڈاکٹر بشیر احمد خان صاحب	B
۱۱۳	" چوہدری ظفر اللہ خان صاحب چیمہ	A
۱۱۴	" عبدالغنی صاحب	A
۱۱۵	" احمد الدین صاحب	A
۱۱۶	" اقبال احمد صاحب	A

۱۱۷	مکرم شیخ عبد المنان صاحب	A	۱۴۲	مکرم مرزا احمد الدین صاحب	B	۱۶۸	مکرم ٹھیکیدار عبد الرحیم صاحب	B
۱۱۸	" مولوی محمد الدین صاحب	B	۱۴۳	" چوہدری محمد عبد العزیز صاحب ایم اے	A	۱۶۹	" عبد الرحمٰن صاحب	B
۱۱۹	" ایم محمد ابراہیم صاحب	B	۱۴۴	" محمود احمد صاحب بشیر	B	۱۷۰	" محمد اشرف صاحب	A
۱۲۰	" ڈاکٹر فضل کریم صاحب	B	۱۴۵	" ماسٹر علی محمد صاحب	A	۱۷۱	" عبد المجید صاحب	B
۱۲۱	" غلام غوث صاحب	B	۱۴۶	" گل محمد صاحب	B	۱۷۲	" مرزا ناصر علی صاحب	B
۱۲۲	" محمد بشیر صاحب	A	۱۴۷	" محمد عبد اللہ صاحب	A	۱۷۳	" مبارک احمد صاحب	B
۱۲۳	" سید عطا حسین شاہ صاحب	A	۱۴۸	" محمد مختار صاحب	B	۱۷۴	" چوہدری ناظر حسین صاحب	A
۱۲۴	" شیخ عبد اللطیف صاحب	A	۱۴۹	" شریف احمد صاحب	B	۱۷۵	" سید مقبول احمد صاحب	A
۱۲۵	" رحمت اللہ صاحب	B	۱۵۰	" محمد بشیر علی صاحب	B	۱۷۶	" میاں محمد رفیق صاحب	A
۱۲۶	" شیخ نذیر احمد صاحب سیالکوٹی	A	۱۵۱	" عبد الغفور صاحب	B	۱۷۷	" چوہدری عبد الستار صاحب	A
۱۲۷	" منشی محمد خان صاحب	A	۱۵۲	" محمد حسین صاحب	B	۱۷۸	" صوفی عبد الرحمٰن صاحب	A
۱۲۸	" محمد رفیع ناصر صاحب	B		**لاہور شہر**		۱۷۹	" شیخ بشیر احمد صاحب	B
۱۲۹	" محمد اسمٰعیل صاحب	B	۱۵۳	" عبد الرحمٰن صاحب	A	۱۸۰	" عبد القیوم صاحب	B
۱۳۰	" حکیم سردار محمد صاحب	B	۱۵۴	" جان محمد صاحب	A	۱۸۱	" میر مبارک احمد صاحب	A
۱۳۱	" محمد خورشید احمد صاحب	B	۱۵۵	" محمد حسین صاحب	B	۱۸۲	" شیخ محمد علی صاحب	A
۱۳۲	" سید حاکم شاہ صاحب	B	۱۵۶	" محمد یوسف صاحب	A	۱۸۳	" سید آفتاب بخاری	A
۱۳۳	" محمد رمضان صاحب	B	۱۵۷	" فیض احمد صاحب	B	۱۸۴	" مرزا محمد سعید صاحب	B
۱۳۴	" لطیف احمد صاحب بٹ	B	۱۵۸	" غلام نبی صاحب	B	۱۸۵	" ڈاکٹر بشیر احمد صاحب	A
۱۳۵	" عبد الحکیم خان صاحب	A	۱۵۹	" عبد الحق صاحب	A	۱۸۶	" ڈاکٹر خواجہ احمد صاحب	A
۱۳۶	" قریشی محمد نصر اللہ صاحب	A	۱۶۰	" شریف احمد صاحب	B	۱۸۷	" شیخ ذکار اللہ صاحب	A
۱۳۷	" مرزا منظور احمد بیگ صاحب	B	۱۶۱	" مستری شاہ دین صاحب	B	۱۸۸	" سعید احمد صاحب امجاد	A
	جھنگ صدر		۱۶۲	" عبید اللہ صاحب	B	۱۸۹	" چوہدری مظفر علی صاحب	A
۱۳۸	مکرم سردار محمد صاحب کھل فروش	B	۱۶۳	" محمد عبد الرحیم صاحب	B	۱۹۰	" مرزا عزیز احمد صاحب	B
			۱۶۴	" بشیر احمد صاحب باجوہ	B	۱۹۱	" سردار بشیر احمد صاحب	A
۱۳۹	" ناصر علی صاحب	A	۱۶۵	" مستری جلال الدین صاحب	B	۱۹۲	" مسعود احمد شاہ صاحب بخاری	A
۱۴۰	" سراج الدین صاحب	A	۱۶۶	" " محمد صدیق صاحب	B	۱۹۳	" شیخ عبد اللطیف صاحب	B

۱۹۵	مکرم مرزا محمد شفیع صاحب	B
۱۹۶	" عطا محمد صاحب	A
۱۹۷	" شیخ عبدالرشید صاحب	A
۱۹۸	" " عبدالوہاب صاحب	A
۱۹۹	" عبدالوہاب خان صاحب	B
۲۰۰	" سید عبدالواحد صاحب زیدی	B
۲۰۱	" عبدالغفور صاحب	A
۲۰۲	" بشیر احمد صاحب کوثر	A
۲۰۳	" چوہدری صاحبدین صاحب	A
۲۰۴	" الطاف حسین چوہدری	A
۲۰۵	" نصیر احمد چوہدری	B
۲۰۶	" محمد ابراہیم صاحب	B
۲۰۷	" خواجہ عبدالحفیظ صاحب	A
۲۰۸	" محمد احمد صاحب	A
۲۰۹	" شیخ محبوب الٰہی صاحب	A
۲۱۰	" میر تاج الدین صاحب	B
۲۱۱	" ایم نذیر محمد صاحب	A
۲۱۲	" ڈاکٹر محمد شفیق صاحب	A
۲۱۳	" عبدالرحیم صاحب	B
۲۱۴	" محمد لطیف صاحب	A
۲۱۵	" محمد شریف صاحب	A
۲۱۶	" غلام محمد ثالث صاحب	A
۲۱۷	" محمد انور صاحب	B
۲۱۸	" ڈاکٹر عبدالرشید صاحب	B
۲۱۹	" سلامت علی صاحب	A
۲۲۰	" سید شاہ زمان علی صاحب	B

۲۲۲	مکرم ملک محمد صدیق صاحب	B
	ڈبارہ	
۲۲۳	" طالب حسین صاحب	B
۲۲۴	" جمال دین صاحب گل	A
	لاہور شہر	
۲۲۵	" ڈاکٹر عبدالواحد خان صاحب	A
۲۲۶	" سید بہاول شاہ صاحب	A اول
۲۲۷	" ملک فضل کریم صاحب	A
۲۲۸	" چوہدری محمد سعید صاحب	A
۲۲۹	" محمد سعید احمد خان صاحب	A
۲۳۰	" اخوند فیاض احمد صاحب	A
۲۳۱	" قریشی محمد صادق صاحب	A
۲۳۲	" چوہدری فتح محمد صاحب	A
۲۳۳	" میاں عزیز احمد صاحب	B
۲۳۴	" شیخ مبارک احمد صاحب	A دوم
۲۳۵	" محمد شفیع صاحب شیخ	B
۲۳۶	" قریشی عبداللہ کور صاحب	A
۲۳۷	" سید بشیر احمد صاحب	B
۲۳۸	" ملک عبدالحمید صاحب عاقب	A
۲۳۹	" شیخ احمد علی صاحب	A
۲۴۰	" چوہدری عبدالوحید صاحب	A
۲۴۱	" قمر احمد صاحب قریشی	B
۲۴۲	" عبدالقدیر ہارون صاحب	B
۲۴۳	" رانا بشیر احمد صاحب	A
۲۴۴	" لطیف الرحمٰن صاحب	A
۲۴۵	" محمد حق نواز خان صاحب	A

۲۴۷	مکرم فلائٹ لفٹننٹ بشیر احمد صاحب	A
۲۴۸	" عبدالرحمٰن خان صاحب	A
۲۴۹	" اعزاز علی صاحب	B
۲۵۰	" محمد عمر صاحب	B
۲۵۱	" صوبیدار عبدالمجید صاحب	A
۲۵۲	" مرزا صدرالدین صاحب	B
۲۵۳	" ناصر احمد خان صاحب	B
۲۵۴	" چوہدری انور علی صاحب	A
۲۵۵	" افتخار احمد صاحب عباس	B
۲۵۶	" قدرت اللہ خان صاحب	B
۲۵۷	" عبدالرحمٰن صاحب عابد	A
۲۵۸	" ولی محمد صاحب ڈینس	A
۲۵۹	" عبدالرشید میاں صاحب	A
۲۶۰	" مسعود احمد خان صاحب	A
۲۶۱	" غلام احمد صاحب	B
۲۶۲	" رانا عبدالکریم صاحب	A
۲۶۳	" عبدالغنی قریشی صاحب	A
۲۶۴	" عطاء الرحمٰن صاحب قریشی	A
۲۶۵	" مرزا رحمت اللہ صاحب	B
۲۶۶	" غلام محمد صاحب	B
۲۶۷	" ڈاکٹر فخرالدین صاحب	B
۲۶۸	" قاضی غلام نبی صاحب	A
۲۶۹	" علی محمد صاحب	B
۲۷۰	" شیخ جمیل احمد صاحب رشید	A
۲۷۱	" ملک اللہ رکھا صاحب	B
۲۷۲	" حکیم سردار علی صاحب	B

۲۷۴	مکرم چوہدری یوسف علی صاحب	B
۲۷۵	" مستری محمد عبداللہ صاحب	B
۲۷۶	" چوہدری بشیر احمد صاحب	A
۲۷۷	" نذیر احمد صاحب سیالکوٹی	A
۲۷۸	" ملک محمد اسلم خان صاحب	B
۲۷۹	" صوبیدار محمد اختر صاحب	B
۲۸۰	" بشیر احمد صاحب گورایہ	B
۲۸۱	" عبدالحکیم صاحب	A
۲۸۲	" فتح محمد خان صاحب	B
۲۸۳	" محمد شریف احمد خان صاحب	B
۲۸۴	" محمد اسحٰق نثار صاحب	B
۲۸۵	" محمد ابراہیم صاحب	B
۲۸۶	" رحمت حسن صاحب	B
۲۸۷	" عبدالحق صاحب مجاہد	B
۲۸۸	" بشیر احمد صاحب صابر	B
۲۸۹	" ملک عنایت الرحمٰن صاحب	B
۲۹۰	" غلام محمد پرویز صاحب	A
۲۹۱	" چوہدری منظور علی صاحب	B
۲۹۲	" نور محمد خان صاحب	B
۲۹۳	" محمد عمر صاحب	B
۲۹۴	" خالد محمود صاحب	B
۲۹۵	" عبداللطیف صاحب	A
۲۹۶	" محمد ابراہیم خان صاحب	B
۲۹۷	" محمد اکرام صاحب	A
۲۹۸	" عنایت اللہ صاحب حصاری	B
۲۹۹	" محمد عزیز صاحب	A

۳۰۱	مکرم محمود احمد صاحب	A
۳۰۲	" ملک نصر اللہ خان صاحب	A
۳۰۳	" قاضی عبدالمجید صاحب	B
۳۰۴	" چوہدری مبارک احمد صاحب	A
۳۰۵	" عبدالحمید صاحب	B
۳۰۶	" مرید احمد صاحب	A
۳۰۷	" قاضی عبدالرحمٰن صاحب راحت	A
۳۰۸	" امجد فیض صاحب	B
۳۰۹	" شیخ لطیف الرحمٰن صاحب	A
۳۱۰	" محمد صادق صاحب	B
۳۱۱	" ملک بشارت احمد صاحب	A
۳۱۲	" ملک منظور احمد قانت صاحب	A
۳۱۳	" سید سعید احمد صاحب	B
۳۱۴	" محمد نواز صاحب	B
۳۱۵	" مرزا عبدالرؤف صاحب	A
۳۱۶	" عبدالجلیل صاحب عشرت	A
۳۱۷	" تیمور احمد صاحب چغتائی	B
۳۱۸	" ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی	A
۳۱۹	" بشیر احمد صاحب نظام	B
۳۲۰	" عبدالحق صاحب	B
۳۲۱	" چوہدری فضل احمد صاحب	B
۳۲۲	" عطا اللہ صاحب	B
۳۲۳	" عبدالرحمٰن صاحب	B
۳۲۴	" قاضی محمد ابراہیم صاحب	B
۳۲۵	" عبدالرؤف خان صاحب	A
۳۲۶	" بریگیڈیر غلام احمد صاحب	A

۳۲۸	مکرم عبدالرحمٰن صاحب	B
۳۲۹	" عنایت اللہ سلیم صاحب	A
۳۳۰	" چوہدری عبدالغنی صاحب	A
۳۳۱	" " محمد الٰہی صاحب	A
	چک ۱۱۷ جھور	
۳۳۲	" محمد ابراہیم صاحب شاد	A
	گولیکی	
۳۳۳	" پیر محمد اکبر صاحب سقراط	A
۳۳۴	" خوشی محمد صاحب	A
۳۳۵	" پیر فیض عالم صاحب	B
	روہڑی	
۳۳۶	" محمد عبدالخالق صاحب	A
	آئینہ کرم پورہ	
۳۳۷	" حکیم عبدالعزیز صاحب	B
۳۳۸	" " عبدالرحمٰن صاحب	B
۳۳۹	" محمد موسےٰ صاحب	B
	منڈی بہاؤالدین	
۳۴۰	" چوہدری نذیر احمد صاحب	B
	سکھر	
۳۴۱	" قریشی عبدالرحمٰن صاحب	A
۳۴۲	" فخر الدین صاحب راجہ	A
	سانگلہ ہل	
۳۴۳	" بشیر احمد صاحب ٹیچر	A
۳۴۴	" شیخ عبدالرشید صاحب	B
۳۴۵	" " محمد اسلم صاحب	A
	قصور	
۳۴۶	" نور احمد صاحب ہاشمی	A
	مورو	

۳۴۸ مکرم غلام احمد صاحب B

محمود آباد اسٹیٹ

۳۴۹ " ماسٹر ضیاء الدین صاحب راشد A

چوہڑکانہ

۳۵۰ " حکیم سعد اللہ صاحب B

چکوال

۳۵۱ " خواجہ محمد سعید صاحب B

۳۵۲ " ملک مبارک احمد صاحب B

۳۵۳ " محمد حسین صاحب B

۳۵۴ " ملک نذیر احمد صاحب B

چک ۲۷۰ کا چیلو

۳۵۵ " صوفی غلام محمد صاحب B

۳۵۶ " اعجاز احمد صاحب ایاز B

۳۵۷ " عبدالعزیز صاحب خالد B

۳۵۸ " میاں فضل الدین صاحب B

دوالمیال

۳۵۹ " ملک حبیب اللہ خان صاحب A

چنیوٹ

۳۶۰ " محمد احسان الٰہی صاحب A

۳۶۱ " نذیر احمد صاحب A

گھسیٹ پورہ

۳۶۲ " ایم عبدالحمید صاحب A

۳۶۳ " ماسٹر محمد شفیع صاحب A

۳۶۴ " قریشی محمد خورشید احمد صاحب B

گوجرانوالہ

۳۶۵ " محمد شریف صاحب A

۳۶۷ مکرم ماسٹر محمد بخش صاحب سولنگی B

۳۶۸ " پیر محمد صاحب A

۳۶۹ " رانا محمد خورشید اظہر صاحب A

۳۷۰ " عبدالکریم صاحب B

۳۷۱ " محمد اکرم صاحب A

کوئٹہ

۳۷۲ " خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب A

۳۷۳ " ماسٹر عبدالکریم صاحب A

۳۷۴ " شیخ بشیر احمد صاحب سکھری A

۳۷۵ " صوبیدار میجر محمد عبدالرحمٰن صاحب A

۳۷۶ " محمد عیسیٰ جان صاحب A

۳۷۷ " حاجی فیض الحق صاحب A

۳۷۸ " مرزا محمد صادق صاحب A

۳۷۹ " محمد عبدالحق صاحب جنجوعہ A

۳۸۰ " عبدالمجید صاحب بھٹی A

۳۸۱ " شیخ نذیر احمد صاحب فیض A

۳۸۲ " مرزا محمد فاضل صاحب A

۳۸۳ " چوہدری حیات محمد صاحب A

۳۸۴ " میاں عبدالقیوم صاحب ایم۔اے A

لائل پور

۳۸۵ " رشید احمد صاحب A

۳۸۶ " حکیم محمد بخش صاحب B

۳۸۷ " تاج محمد صاحب A

۳۸۸ " پیر عبدالرحمٰن صاحب A

۳۸۹ " حکیم محمد اسلم صاحب B

۳۹۰ " " محمد اسلم صاحب B

۳۹۲ مکرم ڈاکٹر محمد رفیق الدین صاحب A

۳۹۳ " عبدالرشید صاحب بھٹی A

۳۹۴ " میاں غلام احمد صاحب

۳۹۵ " مرزا سیف الدین صاحب B

۳۹۶ " عبدالرحمٰن صاحب بٹ A

۳۹۷ " قریشی عبدالرحمٰن صاحب ظفر A

۳۹۸ " حوالدار بشیر احمد صاحب A

کھنڈو

۳۹۹ " عبدالغفور صاحب A

کنری

۴۰۰ " ماسٹر فضل الدین صاحب طارق A

لاہور

۴۰۱ " خواجہ محمد اکرم صاحب A

۴۰۲ " ظفر اللہ خان صاحب A

۴۰۳ " محمد ضیاء الحق صاحب A

۴۰۴ " عبدالرحمٰن صاحب A

۴۰۵ " محمد شفیع صاحب A

۴۰۶ " علی اکبر صاحب A

۴۰۷ " نیاز الدین احمد صاحب A

۴۰۸ " یار محمد خان صاحب B

۴۰۹ " محمد بشیر صاحب نیردی A

۴۱۰ " محمود حسن صاحب A

۴۱۱ " محمد افضل صاحب منہاس A

۴۱۲ " حافظ عبدالعزیز صاحب A

۴۱۳ " ملک بشیر احمد صاحب A

۴۱۴ " عزیز محمد خان صاحب A

نمبر	نام	
۴۱۶	مکرم عبدالستار صاحب	A
	پشاور	
۴۱۷	،، عبدالکریم صاحب	A
۴۱۸	،، محمد الطاف صاحب	A
۴۱۹	،، مرزا نذیر احمد صاحب	A
۴۲۰	،، مبارک احمد صاحب	A
۴۲۱	،، چوہدری رکن الدین صاحب	A
۴۲۲	،، فضل محمود صاحب	A
۴۲۳	،، عبدالحمید صاحب	A
۴۲۴	،، صوفی رحیم بخش صاحب	A
۴۲۵	،، محمد شفیع صاحب فیروزپوری	A
۴۲۶	،، ودود احمد صاحب	A
۴۲۷	محمود احمد صاحب باجوہ	A
۴۲۸	،، نیاز قطب احمد صاحب بٹ	A
۴۲۹	،، منیر احمد صاحب	A
۴۳۰	،، عبدالغفور صاحب	A
۴۳۱	،، میاں عبدالرفیق صاحب	A
۴۳۲	،، بختیار احمد صاحب	A
۴۳۳	،، خلیل الرحمٰن صاحب	A
۴۳۴	،، میاں عبدالرشید احمد صاحب	A
	معیارِ دوم	
۴۳۵	،، عبدالقدیر خان صاحب	
۴۳۶	،، عبدالسلام خان صاحب	
۴۳۷	،، چوہدری عبدالرحمٰن صاحب	
۴۳۸	،، ،، فضل الرحمٰن صاحب	
۴۳۹	،، شمس الدین صاحب اسلم	
۴۴۰	،، محمد سلیم خان صاحب	
۴۴۱	،، مہربان شاہ صاحب	
۴۴۲	مکرم فقیر محمد صاحب	
۴۴۳	،، چوہدری احسان اللہ خان صاحب	
۴۴۴	،، ،، مبارک احمد صاحب	
۴۴۵	،، خواجہ محمد شریف صاحب	
۴۴۶	،، عبدالحمید صاحب	
۴۴۷	،، ملک عنایت اللہ صاحب	
۴۴۸	،، حبیب احمد صاحب	
۴۴۹	،، ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب	
۴۵۰	،، محمود احمد صاحب	
	لاہور حلقہ صدر	
۴۵۱	،، سید محمد شاہ صاحب	C
۴۵۲	،، ملک انوار الحق صاحب	C
۴۵۳	،، محمد اکرم صاحب کھوکھر	C
۴۵۴	،، جان محمد صاحب	C
۴۵۵	،، مستری محمد حسین صاحب	C
۴۵۶	،، ولی محمد صاحب	C
۴۵۷	،، جلال الدین صاحب	C
۴۵۸	،، چوہدری محمد حسین صاحب	C
	حلقہ مغلپورہ لاہور	
۴۵۹	،، میاں فتح الدین صاحب	A
۴۶۰	،، قاضی عبدالرحمٰن صاحب بھٹی	A
۴۶۱	،، زمان صاحب	A
۴۶۲	،، غلام احمد صاحب	A
۴۶۳	،، مستری عبدالرحمٰن صاحب	A
۴۶۴	،، شیخ خورشید احمد صاحب	A
۴۶۵	،، جان محمد صاحب	B
۴۶۶	،، ملک محمود احمد صاحب	B
۴۶۷	مکرم ملک قدیر صاحب	A
۴۶۸	،، مستری غلام احمد صاحب	A
۴۶۹	،، میاں رحمت علی صاحب	B
۴۷۰	،، قاضی عبدالرحمٰن صاحب	A
۴۷۱	،، حکیم عبدالرحیم صاحب	A
۴۷۲	،، محمد اشرف صاحب	B
	کوئٹہ	
۴۷۳	،، سید عبدالرشید شاہ صاحب	A
۴۷۴	،، مرزا رشید احمد صاحب	B
۴۷۵	،، مرزا محمد فاضل صاحب	A
۴۷۶	،، مستری جلال الدین صاحب	A
	کراچی	
۴۷۷	،، ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب	A
۴۷۸	،، ڈپٹی محمد حسین صاحب	A
۴۷۹	،، ڈاکٹر محمد زبیر صاحب	B
۴۸۰	،، مولوی صدرالدین صاحب کھوکھر	A
۴۸۱	،، میر محمد حسین صاحب	B
۴۸۲	،، حبیب الرحمٰن صاحب	B
۴۸۳	،، نورالدین صاحب	A
۴۸۴	،، عبداللہ خان نواز خان صاحب	B
۴۸۵	،، مستری محمد اسمٰعیل صاحب	B
۴۸۶	،، احمد بخش صاحب	B
۴۸۷	،، سید محمود عالم شاہ صاحب	B
۴۸۸	،، مستری عبدالرحیم صاحب	B
۴۸۹	،، ملک عبدالرحیم صاحب	B
۴۹۰	،، سلطان جہانگیر صاحب	B
۴۹۱	،، خادم حسین صاحب	C

نمبر	نام	معیار
۴۹۲	مکرم حافظ محمد فیضی صاحب	A
۴۹۳	" عبدالرشید صاحب	A
۴۹۴	" مستری فضل کریم صاحب	B
	مسجد فضل لائل پور	
۴۹۵	مکرم ملک عبدالمجید صاحب	B
۴۹۶	" شیخ محمد صادق صاحب	A
۴۹۷	" " سردار احمد صاحب	B
۴۹۸	" نظام الدین صاحب	B
۴۹۹	" جمال الدین صاحب	B
۵۰۰	" میاں مجید احمد صاحب	A
۵۰۱	" عبدالرحمٰن صاحب گوجر	B
۵۰۲	" جلال الدین صاحب	B
۵۰۳	" مرزا شریف بیگ صاحب	B
۵۰۴	" شیخ غلام محمد صاحب	B
	کینال کالونی لائلپور	
۵۰۵	" سید مبارک علی شاہ صاحب	A
	پیپلز کالونی لائل پور	
۵۰۶	" عبدالمجید صاحب انبالوی	A
۵۰۷	" سلطان احمد صاحب	B
۵۰۸	" چراغ دین صاحب	B
۵۰۹	" شیخ رشید احمد صاحب	B
	جناح کالونی لائل پور	
۵۱۰	" شیخ عبدالرحمٰن صاحب	B
۵۱۱	" " عبدالعزیز صاحب	A
۵۱۲	" " حشمت اللہ صاحب	B
۵۱۳	" " شیخ محمد عبداللہ صاحب	B
۵۱۴	مکرم شیخ فضل احمد صاحب	B
۵۱۵	" " فضل حسین صاحب	B
	بٹالہ کالونی لائل پور	
۵۱۶	" عبدالغنی صاحب	B
۵۱۷	" عبدالحی صاحب	B
۵۱۸	" عبدالغنی صاحب	B
	سمن آباد لائل پور	
۵۱۹	" صوفی غلام محمد صاحب	A
۵۲۰	" " عبدالکریم صاحب	B
۵۲۱	" " عبدالعزیز صاحب	A
۵۲۲	" محمد صادق شاہ صاحب	A
	فیکٹری ایریا لائل پور	
۵۲۳	" محمد شفیع صاحب پینٹر	B
	غلام محمد آباد لائل پور	
۵۲۴	" شیخ عبدالقیوم صاحب	A
۵۲۵	" " سلیم الدین صاحب	B
۵۲۶	" محمد صدیق صاحب	B
	منصور آباد لائل پور	
۵۲۷	" فضل حق صاحب	B
۵۲۸	" پیر بخش صاحب	A
۵۲۹	" مرزا محمد یعقوب صاحب	B
۵۳۰	" غلام رسول صاحب	B
۵۳۱	" شریف احمد صاحب	B
۵۳۲	" منشی قمرالدین صاحب	A
	ڈی ٹائپ لائل پور	
۵۳۳	" علی بخش صاحب	A
	کریم نگر لائل پور	
۵۳۴	مکرم شیخ اللہ بخش صاحب	B
۵۳۵	" " سراج الدین صاحب	B
	گلبرگ۔ لائل پور	
۵۳۶	" حاجی محمد منشی صاحب	B
۵۳۷	" شیخ بشیر احمد صاحب	B
۵۳۸	" ملک محمود احمد صاحب	A
۵۳۹	" چوہدری عبدالحق صاحب	B
	طارق آباد لائل پور	
۵۴۰	" محمد یعقوب صاحب	B
۵۴۱	" محمد سلیم صاحب	B
	جھال لائل پور	
۵۴۲	" حکیم خیرالدین صاحب	B
۵۴۳	" " شکر الٰہی صاحب	B
۵۴۴	" دریام الدین صاحب	B
۵۴۵	" دین محمد صاحب حوالدار	B
۵۴۶	" مستری محمد اسلم صاحب	B
۵۴۷	" شیخ محمد مبشر صاحب	B
	نور آباد لائل پور	
۵۴۸	" شیخ عبدالرحیم صاحب	A

نوٹ: معیار دوم کے جن مجالس کے نام موصول نہیں ہوئے وہ موصول ہونے پر بطور ضمیمہ شائع کر دیئے جائیں گے

(ضمیمہ الفضل [illegible] ربوہ)

بیعت کا فخر

اللہ تعالی کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں

جو بیعت اور ایمان کا دعوی کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہئیے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جب تک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی، اسلام کا مدعی سچا مدعی نہیں ہے یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالی کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں۔ موت کس وقت آجاوے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ موت ضرور ہے پس نرے دعوی پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ۔ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں جب تک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے۔ وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا۔

انسان اصل میں انسان سے لیا گیا ہے یعنی جس میں دو حقیقی انس ہوں۔ ایک اللہ تعالی سے اور دوسرا بنی نوع کی ہمدردی سے۔ جب یہ دونوں انس اس میں پیدا ہو جاویں اس وقت انسان کہلاتا ہے اور یہی وہ بات ہے جو انسان کا مغز کہلاتی ہے اور اسی مقام پر انسان اولوالالباب کہلاتا ہے جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں۔ ہزار دعوی کر دکھاؤ مگر اللہ تعالی کے نزدیک، اس کے نبی اور کے فرشتوں کے نزدیک ہیچ ہے۔

الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۱ء

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا